626

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،23۔اگست2013

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات تحفظ ماحول اور خزانہ)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

سرکاری کارروائی

"پنجاب پنشن فنڈ برائے سال10-2009کی رپورٹ پر عام بحث"

628

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا چوتھا اجلاس

جمعتہ المبارک،23۔اگست2013

(یوم الجمع،15۔شوال المکرم1434ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10بج کر55منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

وَلۡتَكُن مِّنكُمۡ أُمَّةٌ يَدۡعُونَ إِلَى ٱلۡخَيۡرِ وَيَأۡمُرُونَ
بِٱلۡمَعۡرُوفِ وَيَنۡهَوۡنَ عَنِ ٱلۡمُنكَرِۚ وَأُوْلَـٰٓئِكَ هُمُ ٱلۡمُفۡلِحُونَ ١٠٤
وَلَا تَكُونُواْ كَٱلَّذِينَ تَفَرَّقُواْ وَٱخۡتَلَفُواْ مِنۢ بَعۡدِ مَا جَآءَهُمُ
ٱلۡبَيِّنَـٰتُۚ وَأُوْلَـٰٓئِكَ لَهُمۡ عَذَابٌ عَظِيمٌ ١٠٥ يَوۡمَ تَبۡيَضُّ وُجُوهٌ
وَتَسۡوَدُّ وُجُوهٌۚ فَأَمَّا ٱلَّذِينَ ٱسۡوَدَّتۡ وُجُوهُهُمۡ أَكَفَرۡتُم
بَعۡدَ إِيمَـٰنِكُمۡ فَذُوقُواْ ٱلۡعَذَابَ بِمَا كُنتُمۡ تَكۡفُرُونَ ١٠٦
وَأَمَّا ٱلَّذِينَ ٱبۡيَضَّتۡ وُجُوهُهُمۡ فَفِى رَحۡمَةِ ٱللَّهِۖ هُمۡ
فِيهَا خَـٰلِدُونَ ١٠٧ تِلۡكَ ءَايَـٰتُ ٱللَّهِ نَتۡلُوهَا عَلَيۡكَ بِٱلۡحَقِّۗ
وَمَا ٱللَّهُ يُرِيدُ ظُلۡمًا لِّلۡعَـٰلَمِينَ ١٠٨

سورة آل عِمرَان آیات 104تا108

اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہیئے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے اور اچھے کام کرنے کا حکم دے اور برے کاموں سے منع کرے یہی لوگ ہیں جو نجات پانے والے ہیں(104) اور ان لوگوں کی طرح نہ ہونا جو متفرق ہو گئے اور احکام بین آنے کے بعد ایک دوسرے سے (خلاف و)اختلاف کرنے لگے یہ وہ لوگ ہیں جن کو قیامت کے دن بڑا عذاب ہو گا(105) جس دن بہت سے منہ سفید ہوں گے اور بہت سے منہ سیاہ تو جن لوگوں کے منہ سیاہ ہوں گے (ان سے اللہ فرمائے گا) کیا تم ایمان لا کر کافر ہو گئے تھے سو(اب)اس کفر کے بدلے عذاب (کے مزے)چکھو(106) اور جن لوگوں کے منہ سفید ہوں گے وہ اللہ کی رحمت (کے باغوں)میں ہوں گے اور ان میں ہمیشہ رہیں گے(107) یہ اللہ کی آیتیں ہیں جو ہم تم کو صحت کے ساتھ پڑھ کر سناتے ہیں اور اللہ اہل عالم پر ظلم نہیں کرنا چاہتا(108) **وماعلینا الاالبلاغo**

نعت رسول مقبولﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبولﷺ

تم ذاتِ خُدا سے نہ جدا ہو نہ خدا ہو
اللہ کو معلوم ہے کیا جانئے کیا ہو
منگتا تو ہے منگتا کوئی شاہوں میں دکھا دے
جس کو میرے سرکار سے ٹکڑا نہ ملا ہو
ہر وقت کرم بندہ نوازی پہ تُلا ہے
کچھ کام نہیں اس سے کہ بُرا ہو یا بُھلا ہو

سوالات

(محکمہ جات تحفظ ماحول اور خزانہ)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج کے ایجنڈے پر محکمہ جات تحفظ ماحول اور خزانہ سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔اس کے بعد آج سرکاری کارروائی بھی ہے جس میں Pension Fund 2010 کی رپورٹ پر بحث کی جائے گی اور میرے خیال میں آپ سب کو اس کی کاپی بھی مل گئی ہو گی لہذا اس پر جن صاحبان نے بحث میں حصہ لینا ہے وہ اپنے نام درج کروادیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: نہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: میں نے مختصر سی بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! میری بات سنیں۔ میں آپ سب کا بہت احترام کرتا ہوں لیکن میں آپ سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ Question Hour میں پوائنٹ آف آرڈر کے حوالے سے ہم نے متفقہ طور پر بات کی ہوئی ہے جس پر مہربانی کر کے آپ عمل کریں لیکن میں آپ کو Question Hour کے بعد ٹائم ضرور دوں گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! وقفہ سوالات کے بعد میں take up کر لوں گا۔

جناب سپیکر: جی، وقفہ سوالات کے بعد آپ پوائنٹ آف آرڈر لے سکتے ہیں۔ پہلا سوال میاں نصیر احمد صاحب کا ہے۔ میاں نصیر احمد صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: On his behalf (معزز ممبر نے میاں نصیر احمد کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب on his behalf آ گئے ہیں۔ سوال نمبر بولئے گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: سوال نمبر 111 ہے لیکن میں taken as read نہیں کہوں گا بلکہ میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے کہوں گا کہ وہ جواب پڑھ کر سنائیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

پولی تھین بیگ کی تیاری اور فروخت پر پابندی لگانے کی تفصیلات

*111: میاں نصیر احمد: کیا وزیر تحفظ ماحول از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پولی تھین بیگ سیوریج سسٹم کو خراب کرنے کا بڑا باعث ہیں؟

(ب) کیا حکومت پولی تھین بیگ کی تیاری اور فروخت پر پابندی لگانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):

(الف) یہ بات درست ہے کہ لوگ استعمال شدہ پولی تھین بیگز پھینک دیتے ہیں۔وزن میں ہلکے ہونے کے سبب پولی تھین بیگز اُڑ اُڑ کر سیوریج اور نالیوں میں جا گرتے ہیں اور ان کی جزوی بندش کا سبب بنتے ہیں۔

(ب) حکومت پنجاب نے پولی تھین شاپنگ بیگز کے بننے، فروخت اور اس کے استعمال کو Regulate کرنے کے لئے 2002 میں پنجاب پولی تھین بیگ آرڈیننس اور 2004 میں اس کے رولز بنائے تھے۔ جن کے تحت کالے شاپنگ بیگز پر مکمل طور پر پابندی اور دیگر شاپنگ بیگز کے لئے 15 مائیکرون سے زیادہ موٹائی (Thickness) ہونا ضروری قرار دی گئی۔تاہم حکومت پنجاب کا پولی تھین شاپنگ بیگز پر یکمشت پابندی لگانے کا فوری ارادہ نہ ہے۔ مزید برآں اس آرڈیننس کو مؤثر بنانے کے لئے ترامیم زیر غور ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہ ٹھیک ہے کہ اس بات کا یہ ارادہ رکھتے ہیں کہ آرڈیننس کو مزید سخت بنائیں گے لیکن گزارش یہ ہے کہ جب تک آپ اس کا کوئی alternative نہیں دیتے اس وقت تک بات نہیں بنتی۔ جب یہ بات طے ہے کہ پولی تھین بیگ بہت ساری پریشانیوں کا باعث ہیں۔ مجھے وزیر صاحب سے ضمنی سوال یہ پوچھنا ہے کہ محکمے والے اس کا کوئی alternative homework کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):جناب سپیکر!میں ایوان کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ پاکستان میں اِس وقت پلاسٹک کیsecond largest industryہے۔ میرے معزز ممبران کے لئے یہ صرف informationہے کہ پنجاب میں اس وقت تقریباً6500پولی تھین بیگ اور پلاسٹک کی انڈسٹریاں ہیں،440پرنٹنگ پریس اور انڈسٹریاں ہیں جواِن پرprintکرتی ہیں اور تقریباً ساڑھے پانچ ہزارrecycling plantsہیں جو اسیproductionکوrecycleکرتے ہیں۔ میں بالکل مانتاہوں کہ یہ پولی تھین بیگ صحت اورmunicipalityکے لئے بڑی خطرناک چیز ہے جس کے لئے حکومت پنجاب اور محکمہ تحفظ ماحول،واسا،اریگیشن ڈیپارٹمنٹ اور ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ کام کر رہاہے۔ دنیا میں ابھی ایسے کیمیکل ہیں جن کو اگر آپ استعمال کریں تو یہ پلاسٹک بیگز جس نوعیت کے بھی ہیں چاہے وہ پتلے ہوں، دس microns کے ہوں، پندرہ یا تیسmicrons کے ہوں اور چاہے وہ hospital waste disposalہوں وہ گل جاتے ہیں یاتو وہvapoursبن جاتے ہیں یاوہ زمین میں absorbہو جاتے ہیں لیکن ابھی تک ہمیں اس کےside effectکاپتا نہیں ہے اور اس پرalready کام شروع ہے۔ وفاقی حکومت بھی اس پر کام کر رہی ہے اور ہم بھی اس پر کام کر رہے ہیں۔ ویسٹرن یورپ میں یا امریکہ میں کہاں کہاں یہ چیزیں استعمال ہو رہی ہیں اور کہاں کہاں یہ نہیں ہو رہیں تو ہماری بھی کوشش جاری ہے اور میں امید کرتاہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد اسbadnessسے ہم نے چھٹکارا پاناہے۔ اگلے مرحلہ میں ہم مائیکرون15سے مائیکرون30کرنے والے ہیں تاکہ جو مائیکرون15سے نیچے کے جتنے بھی کارخانے ہیں وہ اس کو پھرproduceنہ کر سکیں۔ اس حوالے سےalready 2008میں ہائیکورٹ میں رٹ دائر کی تھی جہاں honourableسید شبر رضا رضوی صاحب نے پلاسٹک بیگز کوtotally bannedکر کے رکھ دیا تھا لیکن اس کے اوپر ہم نے پھر اپیل دائر کی ہے اور caseابھی تک courtمیں ہے۔ جو فیصلہ آئے گا اس کے مطابق ہی حکومت عملدرآمد کرے گی۔ حکومت نے اپنی اپیل میںstringent lawsبنائے ہیں،stringent actionsلئے ہیں تاکہ اس قسم کے بیگزاور اس قسم کی چیزیں جو کہ lawکوviolateکر رہی ہیں ان کے خلاف سخت actionلیا جا سکے۔

جناب سپیکر:آپ ایسا کریں کہ publicمیںawarenessپیدا کریں اور اس کے لئے کوئی اہتمام کریں کہ یہ جو آپ فرما رہے ہیں کہ سیوریج اور نالیوں میں جا گرتے ہیں جس سے ان کی بندش ہو جاتی ہے تو میرے خیال میں بہتر رہے گا کہ آپpublicکوawarenessدینے کے لئے شہروں اور دیہاتوں کی سطح پر کوئی ٹیمیں تشکیل دیں تاکہ اس بات سے ہمیں نجات حاصل ہو سکے۔

وزیر تحفظ ماحول(کرنل(ریٹائرڈ)شجاع خانزادہ): جناب سپیکر!آپ کی بات بہت اچھی ہے اور ہم انشاءاللہ تعالیٰ اس پر غور کریں گے اور ٹیمیں ضرور بنائیں گے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

ملک محمد علی کھوکھر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ملک محمد علی کھوکھر: شکریہ۔ جناب سپیکر! پلاسٹک بیگز اور پولی تھین بیگز bio degradable نہیں ہیں اور شہروں کا waste ہمارا بہت بڑا source ہوتا تھا جو agriculture use میں آتا تھا وہ اب سب رُک گیا ہے کیونکہ اس بیگ کی وجہ سے fields damage ہوتے ہیں تو کیا وزیر موصوف وضاحت کریں گے کہ بڑے شہروں کے solid waste کو کیا وہاں شفٹ کر کے waste میں سے علیحدہ کرتے ہیں یا نہیں کیونکہ اصل چیز وہ کرنے والی ہے کہ جہاں solid waste اکٹھا ہو اور اسے اس میں سے علیحدہ کیا جائے تاکہ agriculture use کے لئے وہ waste کام آسکے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر تحفظ ماحول(کرنل(ریٹائرڈ)شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! معزز ممبر کا بڑا اچھا سوال ہے اور اس پر پہلے ہی غور ہو رہا ہے۔ Waste Management Lahore جو کہ ایک غیر ملکی کمپنی ہے اور واسا کے ساتھ مل کر یہ کام کر رہی ہے۔ یہ پہلا ہمارا experimentation ہے جو یہاں پر ہم کرنا چاہتے ہیں۔ اس میں جتنا بھی waste ہے اسے ہم علیحدہ کریں گے یا پھر اسے recycle کریں گے یا جیسے انہوں نے کہا کہ یہ bio degradable نہیں ہے تو D 2 W ایک این جی او ہے جس نے اسے bio degradable declare کر دیا ہے اور وہ already اسلام آباد کے ساتھ اور ہمارے ساتھ بھی مل کر کام کر رہی ہے اور انشاءاللہ جلد ہم اس پر کامیابی حاصل کریں گے۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ملک محمد احمد خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ہائیکورٹ کے فیصلے میں complete ban against the manufacturing of polythene bags provide کیا گیا تھا اور ہائیکورٹ کا وہ order حکومت پنجاب کی اپیل میں نہیں بلکہ پرائیویٹ

persons کی اپیل میں ڈویژن بنچ کے اندر set aside ہوا but to the certain extent set aside ہوا کہ جو لوگ پلاسٹک بیگز manufacture کر کے باہر export کرتے ہیں ان کو صرف یہاں پلاسٹک بیگز کی manufacturing کی اجازت دی جائے گی۔ اب اس آرڈر کی رو سے جو ban ہے وہ آج بھی ہائیکورٹ کے آرڈر کے مطابق ہے۔

جناب سپیکر! دوسرے نمبر پر جسٹس سید شبر رضا رضوی صاحب جج ہائیکورٹ کے آرڈر میں تھا کہ یہ صوبائی اسمبلی پنجاب چھ ماہ کے اندر اندر ایسے قوانین بنائے گی کہ جن کے ذریعے مکمل پابندی عائد کر دی جائے گی this was part two of that order یہ part آج بھی operative ہے اور suspend نہیں ہوا یا set aside نہیں ہوا۔ Polythene bags کی manufacturing کے بارے میں 2004 کے جو قوانین تھے اور 18 thick microns کے متعلق تھا جسے انہوں نے insufficient declare کرتے ہوئے right to good life کے parameters پر ban provide کر دیا۔ میرا سوال یہ ہے کہ جو 2004 amendments کے قانون کے اندر لائی جا رہی ہیں تو جیسے وزیر موصوف نے فرمایا کہ کیا وہ in line with the orders of the High Court ہیں کیونکہ ہائیکورٹ کا order ابھی suspend نہیں ہوا to the certain extent suspend ہوا ہے اس کا باقی part آج بھی operative ہے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! جو اپیل حکومت پنجاب یا فیڈریشن نے کی ہے وہ ابھی تک before the High Court pending ہے اور اس کے لئے محکمہ تحفظ ماحول نے پہلے ہی قانون سازی کر لی ہے جو کہ لاء ڈیپارٹمنٹ کے پاس vetting کے لئے چلی گئی ہے اور انشاء اللہ جلد ہی ہم اسے اسمبلی میں لائیں گے اور اس پر قانون سازی کریں گے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں محمد رفیق: شکریہ۔ جناب سپیکر! وزیر موصوف دو باتیں تو تسلیم کر چکے ہیں کہ پولی تھین بیگز ڈرینج میں بندش کا باعث بنتے ہیں اور صحت کے لئے بھی نقصان دہ ہیں۔ اس حوالے سے ترقی یافتہ ممالک میں یہ قطعی طور پر ban ہے مثلاً جرمنی میں لوگ گھر سے کاغذ کے تھیلے لے کر جاتے ہیں یا کپڑے کے تھیلے

لے کر جاتے ہیں۔وہاں polythene bags پر مکمل پابندی ہے اس لئے میں بھی یہ مطالبہ وزیر موصوف سے کروں گا کہ اس پر مکمل پابندی عائد کرنے پر توجہ دی جائے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! میری بات سنیں۔اس میں بہت سے ایسے مزدور ہوں گے، ایسی skilled labour ہو گی جو کہ بے روزگار ہو جائے گی اس لئے اس کا کوئی اچھا طریقہ انہیں ڈھونڈنے دیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! انسانی جانوں سے تو نہیں کھیلا جا سکتا۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔اللہ رحم کرے گا۔

میاں محمد رفیق: اور غالب نے شاید اسی لئے کہا تھا کہ:

اس سادگی پہ کون مر نہ جائے اے اسد
مانتے بھی ہیں اور نہیں بھی مانتے ہیں

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔

وزیر تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! معزز ممبر نے بڑی اچھی بات کی ہے اور ہم پہلے ہی کوشش کر رہے ہیں کہ paper bags اور cloth bags پر آ جائیں اور اس bags کو ہم ختم کر سکیں۔ میں اس حوالے سے پورے ایوان کا تعاون چاہوں گا اور آپ کے حکم کے مطابق عوام میں شعور اجاگر کرنے کی مہم چلائی جائے گی۔ جس طرح یہ لوگ متاثر ہو رہے ہیں تو ہم سب اس سے متاثر ہو رہے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ اسے بہتر کریں گے۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں! چونکہ آج سوال تھوڑے ہیں اس لئے میں زیادہ ضمنی سوال کرنے کی اجازت دے رہا ہوں۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: شکریہ۔جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ شاپنگ بیگ کی تیاری اور فروخت کے درمیان کوئی ایسا سسٹم موجود ہے جو اس کی determined thickness کو measure کرے اور اگر وہ below standard ہو تو ان پر جرمانہ کیا جائے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! ہماری labs ہیں جہاں پر ہمارے پاس پورے equipment ہوتے ہیں جہاں سے ہم bags پکڑ لیتے ہیں تو انہیں ہم پہلے test کرتے ہیں اور ان کی microns اور thickness test کرنے کے بعد پھر ہم انہیں نوٹس جاری کرتے ہیں تو ہمارے پاس پہلے سے آلات اور equipment ہیں۔

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد وحید گل: شکریہ۔ جناب سپیکر! پلاسٹک بیگز کو دوبارہ recycle کرکے جو استعمال کیا جاتا ہے تو اس سے انسانی جانوں پر برا اثر پڑتا ہے، انہیں بند تو نہیں کیا جا سکتا لیکن اس بات کو ضرور ensure کیا جائے کیونکہ 20 ہزار direct اور indirect۔۔۔

جناب سپیکر: محترم! آپ ضمنی سوال کریں یہ کیا بات کر رہے ہیں؟

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! اس میں recycle کرتے وقت وہ دانہ استعمال ہوتا ہے جو کہ انسانی جانوں کے لئے نہایت ہی خطرناک ہے تو اسے فوری بند کیا جائے اور باہر سے نیا دانہ منگوا کر اس کے بیگز بنائے جائیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! آج کل اس کی restriction کے لئے recycling is ideal ٹھیک ہے ناں، ہم نے اسے کم کرنا ہے۔ اسے ہم نے waste سے اٹھانا ہے اور اسے ہم نے گار میں سے اٹھانا ہے پھر اسے recycle میں دینا ہے تاکہ اسے ہم ختم کر سکیں۔ Recycling plants پر بھی E.P.O لاگو ہے، ان کے gutters چمنیوں میں لگے ہوتے ہیں، ان کے waste water treatment plants لگے ہوتے ہیں تو ان پر بھی ہم نے کڑی نظر رکھی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ violations ہیں اور یہ کافی جگہوں پر ہو رہی ہے لیکن ہم نے اسے بہتر کرنا ہے اور مزید بہتر کریں گے۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! چونکہ اس سے نقصانات بہت زیادہ ہیں اور اس سے پہلے کہ یہ recycling کے لئے جائے، انسانوں کے لئے جانوروں اور خاص طور پر sea life کو بھی خطرہ ہے اور انہیں بکریاں وغیرہ بھی نگل لیتی ہیں جبکہ جن لوگوں نے اسے introduce کروایا تھا وہ خود تو اب کاغذ کے لفافوں پر آ گئے ہیں اور ہمیں اس پر رکھا ہوا ہے، why not کہ اس میں involve لوگوں کو ہم کاغذ کے لفافوں میں convert کر دیں اور جتنے مزدور اور کام کرنے والا عملہ ہے وہ بھی کاغذ کے لفافوں کی manufacturing کرے اور ہم اس سے جان چھڑا لیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! ہم یہ gradually کر رہے ہیں abruptly نہیں کر سکتے کیونکہ یہ انڈسٹری تقریباً 20 بلین روپے کی ہے جو روزانہ چل رہی ہے اور اس میں لاکھوں مزدور کام کر رہے ہیں۔ اس کو ہم کر رہے ہیں we are getting into the paper bags and cloth bags

جناب سپیکر: اگلا سوال سردار شہاب الدین خان صاحب کا ہے۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 131 ہے اور میری گزارش یہ ہے کہ محترم وزیر صاحب اس کا جواب پڑھ دیں پھر میں ضمنی سوال پر آ جاتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ مہربانی کریں اس کا جواب بہت لمبا ہے اس لئے اس کو رہنے دیں اور ضمنی سوال کریں۔

پراونشل فنانس کمیشن ایوارڈ کا قیام و دیگر تفصیلات

*131: سردار شہاب الدین خان: کیا وزیر خزانہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سابقہ دور حکومت میں پاکستان پیپلز پارٹی نے جو نیشنل فنانس کمیشن ایوارڈ کیا تھا اٹھارہویں ترمیم میں صوبائی حکومتیں اس کی پابند ہیں کہ پراونشل فنانس کمیشن ایوارڈ قائم ہو اور اس پر عملدرآمد ہو تا کہ آبادی کی بنیاد پر اور پسماندگی کے حوالے سے وسائل کی تقسیم اور فنڈز کی تقسیم ہو سکے؟

(ب) کیا حکومت پنجاب پراونشل فنانس کمیشن ایوارڈ کا قیام اور اس پر عملدرآمد کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر خزانہ /آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) اس ضمن میں عرض ہے کہ اٹھارویں آئینی ترمیم سے قبل حکومت پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 2001 کے سیکشن A۔120 کے تحت پراونشل فنانس کمیشن کے ایوارڈ کا اعلان بذریعہ Punjab Specification & Distribution of Provincial Resources Order, 2006 کیا تھا۔ لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 2001 کے تحت پراونشل فنانس کمیشن صوبائی حکومت اور مقامی حکومتوں کے درمیان (Provincial Consolidated Fund) کے وسائل کی تقسیم سے متعلق تجاویز دیتا ہے۔

پراونشل فنانس کمیشن کی تشکیل اور ممبران کی قابلیت کے متعلق ہدایات لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 2001 کے سیکشن B۔120 میں دی گئی ہیں۔

Punjab Specification & Distribution of Provincial Resources Order, 2006 یکم جولائی سے نافذ ہوا تھا اور یہ 30۔جون 2009 تک مؤثر تھا۔ لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 2001 کے سیکشن F(3)۔120 کے تحت نئے پراونشل فنانس کمیشن ایوارڈ کا اعلان 31۔دسمبر 2008 تک ہونا تھا۔ پراونشل فنانس کمیشن کے نئے ایوارڈ کے لئے کارروائی کا آغاز 2008 میں کر دیا گیا تھا۔ تاہم مقامی حکومتوں کے ناظمین کی عدم دستیابی اور لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 2001 میں ترامیم کی وجہ سے اس ایوارڈ کا اعلان نہ کیا جاسکا۔ چنانچہ حکومت نے Punjab Specification & Distribution of Provincial Resources Order, 2006 کی نئے آرڈر کے اعلان تک توسیع کر دی۔ یہ توسیع پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کے سیکشن 120F(5) کے تحت کی گئی۔

تاہم یہ بات قابل ذکر ہے کہ متذکرہ آرڈر میں وسائل کی تقسیم میں آبادی اور پسماندگی کو بنیادی اہمیت دی گئی تھی۔

(ب) حال ہی میں حکومت نے نئے لوکل گورنمنٹ سسٹم کے لئے ایک بل صوبائی اسمبلی میں "پنجاب لوکل گورنمنٹ ایکٹ 2013" کے عنوان کے تحت پیش کیا ہے جس پر بحث ابھی جاری ہے جس میں پراونشل فنانس کمیشن کی شق موجود ہے۔ پنجاب حکومت نئے پراونشل فنانس کمیشن کی تشکیل اس بل کے منظور ہونے کے بعد نئے قانون کے مطابق کرے گی۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! اس کا جو جواب آیا ہے اس میں جز (الف) میں ہے کہ سیکشن (A)120 کے تحت Provincial Finance Commission کے ایوارڈ کا اعلان بذریعہ Punjab Specification and Distribution of Provincial Resources Order,2006 کیا تھا۔ مجھے اس کی سمجھ نہیں آ رہی ہے، اس میں جو تبدیلی کی گئی ہے تو وزیر موصوف مجھے بتائیں کہ قومی اسمبلی کی قانون سازی کے بعد یہ کس کو اختیار حاصل ہے کہ اس میں ترمیم کرے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خزانہ / آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ان کا سوال Provincial Finance Commission کے حوالے سے تھا۔ یہ اپنا سوال ذرا repeat کر دیں کیونکہ جو یہ پوچھنا چاہ رہے ہیں وہ میں سمجھ نہیں سکا کہ ان کا specific question کیا ہے؟

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ تھا کہ اس جواب میں ابھی تک PFC ایوارڈ قائم نہیں ہوا ہے۔ یہ اٹھارہویں ترمیم 8۔اپریل 2010 کو منظور ہوئی تھی اور اس پر ہمارا صوبہ اٹھارہویں ترمیم کے چھ مہینے بعد تک bound تھا کہ ہم نے PFC ایوارڈ کرنا ہے۔ آج تقریباً اڑھائی پونے تین سال ہو گئے ہیں یہ کیوں نہ ہو سکا ہے اس کی کیا وجوہات ہیں؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! اب آپ کو سمجھ آ گئی ہے؟

وزیر خزانہ / آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں بالکل ان کا سوال سمجھ چکا ہوں۔ Provincial Finance Commission کی جو composition تھی اس میں ایک ڈسٹرکٹ ناظم، ایک تحصیل ناظم اور یونین کونسل ناظم اس کے ممبر ہوتے ہیں کیونکہ یہ composition complete نہیں تھی جس کی وجہ سے Provincial Finance Commission کی میٹنگ نہیں ہو سکی۔ میں ساتھ ہی ان کو یہ بھی بتانا چاہوں گا کہ یہ 2008 کے بعد سے ہی نافذ تھا جس طرح ہم نے جواب میں بھی دیا ہوا ہے کہ یہ 30۔جون 2009 تک مؤثر تھا۔ اس کے بعد چونکہ ہم نئے لوکل باڈیز پر کام کر رہے تھے حکومت نے 2010 میں اس پر ایک high powered committee بنائی تھی۔ اس میں یہی تھا کہ ہم نیا لوکل گورنمنٹ بل لے کر آ رہے ہیں اس کے مطابق پھر اس کو بنایا جائے گا۔ اس کی میٹنگ نہ ہونے کی ایک وجہ یہ تھی کہ ڈسٹرکٹ ناظم جو اس کے ممبر تھے جو 2005 سے

چلے آرہے تھے ان کی اپریل 2008 میں disqualification ہوگئی تھی چونکہ اس کے ممبران پورے نہیں تھے اس وجہ سے اس کی میٹنگ نہیں ہو سکی۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میں محترم فنانس منسٹر سے کہوں گا کہ یہ کوئی جواب نہیں ہے۔ Punjab Specification & Distribution of Provincial Resources Order,2006 کے سیکشن (5)120F کے تحت اس میں جو تبدیلی کی ہے کیا وزیر خزانہ اس معزز ایوان کو بتانا پسند فرمائیں گے کہ اس میں ترمیم ہو سکتی تھی یا نہیں؟

جناب سپیکر: جی، کیا آپ amendment کر سکتے تھے یا نہیں؟

وزیر خزانہ /آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! اس ضمن میں عرض ہے کہ اٹھارہویں آئینی ترمیم سے قبل پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 2001 کے سیکشن 120-A کے تحت Provincial Finance Commission ایوارڈ کا اعلان بذریعہ Punjab Specification & Distribution of Provincial Resources Order, 2006 کیا گیا تھا۔ لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 2001 کے تحت Provincial Finance Commission صوبائی حکومت اور مقامی حکومتوں کے درمیان Provincial Consolidated Fund کے وسائل کی تقسیم سے متعلق تجاویز دیتا ہے۔ Provincial Finance Commission کی تشکیل اور ممبران کی قابلیت کے متعلق ہدایات لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 2001 کے سیکشن 120-B میں دی گئی ہیں۔ Punjab Specification & Distribution of Provincial Resources Order, 2006 یکم جولائی سے نافذ ہوا تھا اور یہ 30۔ جون 2009 تک مؤثر تھا۔ جس طرح PFC چل رہا تھا اس کے مطابق ہی یہ چل رہا ہے۔ میرا خیال ہے کہ ان کو کوئی misunderstanding ہو رہی ہے کیونکہ اس سوال میں لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کے حوالے سے بھی explain کیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ میں نے میٹنگ نہ ہونے کی وجہ سے بھی ان کو explain کر دیا ہے۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میں صرف اور صرف آخری بات پر آتا ہوں کہ لوکل گورنمنٹ بل 2013 جو یہاں منظور ہو چکا ہے اب یہ کب تک PFC ایوارڈ کا قیام عمل میں لا سکتے ہیں؟ اس کے علاوہ اٹھارہویں ترمیم کے تحت ہمیں جو NFC سے فارمولا formulate ہوا ہے اس کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ PFC ایوارڈ کب تک کر لیں گے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خزانہ /آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں ان کا سوال سن نہیں سکا کیونکہ پیچھے سے ایک ممبر مجھ سے بات کر رہے تھے اور میں نے انہیں کہا بھی ہے کہ مجھے سوال سننے دیں۔

جناب سپیکر: دیکھیں، میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ جو متعلقہ وزیر جواب دے رہے ہوتے ہیں ان کو disturb نہ کیا جائے۔ اگر کسی ممبر نے ایسا کیا تو I will take action. Be careful in future.

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میرا سوال یہ تھا کہ کیا محترم وزیر خزانہ اس معزز ایوان میں ensure کرانا چاہیں گے کہ لوکل گورنمنٹ بل 2013 جو دو دن پہلے یہاں approved ہوا ہے اب تو ان کو PFC ایوارڈ کرنے میں کوئی امر مانع نہیں ہے۔ یہ بتادیں کہ یہ کب تک PFC ایوارڈ کر سکیں گے۔ کیا اٹھارہویں ترمیم کے تحت جو NFC سے ہمیں فارمولا ملا ہے جس میں آبادی، پسماندگی اور need basis شامل ہیں اس فارمولے کو مدنظر رکھتے ہوئے کب تک اس پر عملدرآمد ہو جائے گا؟

جناب سپیکر: دیکھیں، پہلے تو ہوگا الیکشن پھر اس کے بعد اس پر عملدرآمد ہوگا۔ اب الیکشن کی تاریخ تو وہ announce نہیں کر سکیں گے۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر خزانہ /آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! آپ نے میری بات خود کر دی ہے کہ جب تک لوکل گورنمنٹ الیکشن نہیں ہوگا تب تک کچھ نہیں ہو سکتا کیونکہ اس میں میئرز ممبران ہوں گے۔ جب تک لوکل گورنمنٹ کا الیکشن نہیں ہوتا تب تک اس کی میٹنگ نہیں ہو سکتی لیکن میں معزز ممبر کو یہ بتانا چاہوں گا کہ جو سابقہ ایک فارمولا ہے اس کے تحت Provincial Finance Commission کام کر رہا ہے۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میرے خیال میں میرے سوالات وزیر موصوف کو سمجھ نہیں آرہے ہیں۔ یہ ایک فارمولا ہوتا ہے جس کے تحت distribution of funds ہوتے ہیں۔ جیسے پچھلے بجٹ میں NFC سے 871۔ارب روپے میں سے فیڈرل گورنمنٹ کی طرف سے 702۔ارب روپے ہمارے صوبے کو ملے۔ اسی طریقے سے PFC سے ہمارے ضلعوں کو جو فنڈز جاتے ہیں اس میں الیکشن کی کوئی وجہ ہے نہ ہی کوئی کمیٹی کی ہے۔ اس کی composition بن چکی ہے اور approve بھی ہو چکی ہے۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اس پر عملدرآمد کب سے شروع ہوگا؟

جناب سپیکر: چلیں! جی، پوچھ لیتے ہیں۔

وزیر خزانہ /آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ان کو بھی شاید میری بات سمجھ نہیں آرہی ہے۔ میں نے بتایا ہے کہ اس وقت distribution سابقہ فارمولا کے مطابق پسماندہ علاقوں اور ضلعوں کو ہو رہی ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! آپ کے توسط سے میں وزیر موصوف سے گزارش کرنا چاہوں گی کہ PFC Award کا نفاذ اس وقت صوبوں کے لئے ضروری ہے اور انہوں نے ابھی فرمایا ہے کہ یہ نظام پرانے سسٹم کے تحت چل رہا ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ اگر پرانے سسٹم پر یہ سارا نظام چل رہا ہے تو میرا خیال ہے کہ ڈسٹرکٹ کے پاس تو کسی قسم کی کوئی facility نہیں ہے۔ میرے خیال میں سوائے ایک ڈسٹرکٹ لاہور کے پنجاب کے باقی ڈسٹرکٹ جس طرح محروم ہیں ان کو اپنا right نہیں مل رہا اور ان کی وہاں پر development کی problems حل نہیں ہو رہی ہیں۔ ہم نے پہلے دن سے اس اسمبلی میں یہ آواز اٹھائی تھی کہ PFC فوری طور پر بنائیں۔ جواب میں آپ کہہ رہے ہیں کہ لوکل باڈی الیکشن ہوں گے تب جا کر کچھ ہوگا۔ میری گزارش یہ ہے کہ آپ نے خود اس پر جو کمیٹی بٹھائی تھی اس کمیٹی نے یہ طے کیا تھا کہ لوکل باڈی کے ممبران اس کمیشن کا حصہ نہیں ہوں گے اور elected members اس کا حصہ ہوں گے۔ مطلب اب پھر کیا اس میں کوئی change کر دیا گیا ہے کہ آپ ایک نئے الیکشن کا کہہ رہے ہیں؟ آپ نے پچھلے پانچ سالہ جمہوری دور میں ڈسٹرکٹ کو اتھارٹی نہیں دی، میں یہ کہوں گی کہ آپ نے ڈسٹرکٹ کو خود مختار نہیں کیا یا facilitate نہیں کیا اور اب پھر آپ کا پانچ سال گزارنے کا ارادہ سامنے نظر آرہا ہے۔ میں نے بجٹ speech میں request کی تھی اور میری اس request کا بھی کوئی خاطر خواہ جواب نہیں دیا گیا کہ PFC Commission بنانے میں اس حکومت کو کیا اعتراض ہے؟ جب NFC بن چکا ہے اور NFC Award کے تحت صوبہ پنجاب کو اس کا حصہ مل رہا ہے تو پھر پنجاب کے ڈسٹرکٹ کو ان کا right کیوں نہیں دیا جا رہا؟

جناب سپیکر: جی، وہ کہہ رہے ہیں کہ پنجاب کے ڈسٹرکٹ کو ان کا right کیوں نہیں دیا جا رہا۔ ان کے سپلیمنٹری کا مطلب یہی ہے۔

وزیر خزانہ /آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں پھر یہ عرض کروں گا کہ اگر یہ بجٹ میں funding دیکھیں تو اس سال بھی 214۔ارب روپیہ پنجاب کے مختلف 36 اضلاع کو دیا گیا ہے۔ اگر PFC کے پرانے فارمولے میں change لانی ہے تو جب لوکل گورنمنٹ الیکشن کے بعد PFC دوبارہ constitute ہوگا تو اضلاع کے حوالے سے ان کا جو بھی مقصد ہے اور جو یہ چاہتے ہیں کہ اگر کہیں funding increase یا decrease ہو جائے تو جب نیا PFC بنے گا تب ہم اس کو کریں گے۔ ابھی already formula کے مطابق تمام 36 اضلاع کے لئے اس سال بھی بجٹ میں 214۔ ارب روپے رکھے گئے ہیں۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال پر ایک اور صاحب آ گئے ہیں۔ جی، فرمائیں!

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میری معزز منسٹر صاحب سے یہ درخواست ہوگی اور میرا یہ علیحدہ سوال نہیں ہوگا میں اس کو اس سوال کے جز (ب) کے ساتھ relate کروں گا کیونکہ چونگیاں abolish ہو چکی ہیں۔ 2006 کے آگے پیچھے ہماری لیڈر شپ کا فیصلہ ہوا تھا کہ چونگیاں abolish ہونے کے بعد sales tax میں ضلعوں کو ان کا حصہ دیا جائے گا تو کیا Provincial Finance Commission کے تحت ان محصولات میں سے sales tax کا حصہ ضلعوں کو دیا جائے گا؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر خزانہ /آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ہم نے اٹھارہویں ترمیم کے بعد پچھلے سال خود صوبہ پنجاب میں sales tax کی collection شروع کی اور الحمدللہ پنجاب حکومت نے پچھلے سال فیڈرل گورنمنٹ کی نسبت 15 بلین روپے زیادہ sales tax collect کیا ہے۔ میں بتانا چاہتا ہوں کہ بالکل ایک فارمولا ہے اور اس فارمولے کے تحت sales tax سے ڈسٹرکٹ کو حصہ ملے گا۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اگلا سوال محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ کا ہے۔

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! On her behalf (معزز ممبر نے محترمہ راحیلہ خادم حسین کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر بولئے گا۔

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! سوال نمبر169 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں انسپکٹرز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*169: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر تحفظ ماحول ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ میں تحفظ ماحول کے دفاتر میں انسپکٹرز کی کل اسامیاں کتنی ہیں؟

(ب) 2008 سے اب تک کتنے انسپکٹرز بھرتی کئے گئے، ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):

(الف) محکمہ تحفظ ماحول (حکومت پنجاب) کے دفاتر میں انسپکٹرز کی کل اسامیاں 121 ہیں۔

(ب) 2008 کے بعد صرف ایک انسپکٹر محمد ذیشان افضل ضلعی آفس لودھراں میں بھرتی کیا گیا تھا جس نے مورخہ 05-04-2012 کو اپنی نوکری سے استعفیٰ دے دیا۔(کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال بولیں۔

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! اس کے جز (ب) میں بتایا گیا ہے کہ 2008 کے بعد صرف ایک انسپکٹر محمد ذیشان افضل ضلعی افسر لودھراں میں بھرتی کیا گیا جس نے مورخہ 5۔اپریل 2012 کو اپنی نوکری سے استعفیٰ دے دیا تو میرے ضمنی سوال کے تین حصے ہیں پہلا سوال یہ ہے کہ اس کے استعفیٰ کی کیا وجوہات تھیں؟ دوسرا یہ ہے کہ نیا انسپکٹر کیوں بھرتی نہیں کیا گیا اگر اس میں کوئی قباحت نہیں تو حکومت کب تک نیا انسپکٹر بھرتی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر: اس کی وجہ کو تو میرے خیال میں چھوڑ دیں لیکن آپ نے جو اگلا ضمنی سوال کیا ہے اس کا جواب ہم لے لیتے ہیں۔ جی، وزیر موصوف!

وزیر تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! ہمارے پاس انسپکٹرز کی authorized strength 121 ہے اس وقت ہمارے پاس تقریباً 56 اسامیاں خالی ہیں۔ جس انسپکٹر نے resign کیا ہے اس نے اپنی خواہش کے مطابق resign کیا اور اس کی resignation accept ہوئی۔ اس وقت ہمارے پاس جو اسامیاں خالی پڑی ہیں ہم نے اس کی پہلے بھی ایک دفعہ سمری بھجوا دی تھی لیکن حکومت نے اجازت نہیں دی ہے۔ ابھی ہم پھر اس کی سمری بھجوا رہے ہیں اگر ہمیں اجازت مل جائے۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، حکومت تو آپ خود ہیں۔آپ کیا کر رہے ہیں؟حکومت تو آپ خود ہیں۔

وزیر تحفظ ماحول(کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):جناب سپیکر! کبھی کبھی financial constraints ہوتی ہیں اور کوئی problem ہوتی ہے۔میں اس پر نہیں گیا ہوں۔

جناب سپیکر: ہاں!یہ بات ٹھیک ہے۔

وزیر تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):جناب سپیکر!لیکن ہم نے سمری ایک دفعہ پھر initiate کرنی ہے اور امید ہے کہ ہمیں اس وقت اجازت مل جائے گی اور ان کو ہم fill کر لیں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!۔۔۔

ڈاکٹر مراد راس:جناب سپیکر!میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب!ایک منٹ مراد راس صاحب آج بڑی دیر کے بعد ضمنی سوال پر آئے ہیں۔ اگر آپ چاہیں تو آپ کی مہربانی ہوگی۔جی،مراد راس صاحب!فرمائیں۔

ڈاکٹر مراد راس:جناب سپیکر!انہوں نے کہا ہے 121 انسپکٹرز ہیں تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انسپکٹرز کب تک ہائر کئے جائیں گے؟میں آپ کو بتاؤں کیونکہ منسٹر صاحب یہاں پر موجود ہیں تو میں ان کو کچھ لاہور کے علاقے کے بارے میں بھی بتانا چاہتا ہوں کہ جہاں پر lack of Inspectors کی وجہ سے health problems ہیں۔افشاں پارک،احمد ٹاؤن،مومن پورہ اور دروغہ والا کے رہائشی علاقوں میں چھوٹی چھوٹی فیکٹریاں روزانہ ٹائر جلاتی ہیں۔جب تک انسپکٹرز نہیں ہوں گے ان علاقوں میں نہیں جائیں گے،inspections نہیں ہوں گی اور ان چھوٹی factories کو بند نہیں کیا جائے گا،ان چھوٹی فیکٹریوں کے دن رات ٹائر جلانے کی وجہ سے اتنے Health issues آرہے ہیں اس لئے میری یہ request ہوگی کہ جتنی جلدی ممکن ہو یہ انسپکٹرز ہائر کئے جائیں تاکہ ان لوگوں کو ریلیف دیا جاسکے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اس کو expedite کروائیں۔آپ کی مہربانی اتنی بات کافی ہے کہ آپ اس کو expedite کروائیں۔

وزیر تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):جناب سپیکر!اس کو expedite کرواتے ہیں۔ میرے ایک معزز ممبر نے ٹائر جلانے کی بات کی تھی۔بالکل میں ان کی بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ یہ انڈسٹری بہت بڑھ رہی ہے اور ہم جہاں بھی ایسی فیکٹریوں کو دیکھتے ہیں کہ وہاں پر violation ہو رہی

ہے تو ہم ان کو seal کر رہے ہیں۔ابھی دو دن پہلے میں نے شیخوپورہ کے علاقے میں اس قسم کی ٹائر جلانے والی تین فیکٹریوں کو ban کر کے seal کر دیا ہے۔ ہم اس پر کام کر رہے ہیں۔
I know the problems. The limitations are there but hopefully we would be able to induct these inspectors very soon, sir. Thank you…

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! اس میں میرا علاقہ بھی آتا ہے وہاں پر کوئی کارروائی نہیں ہو رہی۔۔۔

جناب سپیکر: جی، اگر آپ نے ایسی بات کرنی ہے تو پھر آپ ان کے ساتھ علیحدگی میں کر سکتے ہیں۔آپ کی مہربانی آپ بغیر اجازت کے نہ بولا کریں۔ This I tell you.

وزیر تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! میں ان کی بات کا جواب دے دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، یہ آپ کو خود مل لیں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے جو بات کی ہے اس کو میں مزید۔۔۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ضمنی سوال یہ کر رہا ہوں کہ وزیر موصوف نے کہا ہے کہ ہم اس کو expedite کریں گے۔ مجھے یہ یقین دہانی مطلوب ہے اور میں اس بحث میں نہیں جاتا کہ کب سے یہ خالی پڑی ہیں۔ یہ بالکل اس محکمہ سے مذاق ہے یہ ماحولیات کا نہیں مخولیات کا محکمہ لگتا ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ اس بات کی یقین دہانی کروا دیں کہ مالی سال 14-2013 ہے اس دوران یہ سارا process مکمل کر لیں گے، انسپکٹر بھرتی کر لیں گے؟ یہ یقین دہانی کروا دیں۔

جناب سپیکر: جی، انشاء اللہ وہ کروا دیں گے ان کو اس بات کا احساس ہے اور میں نے بھی ان کو کہہ دیا ہے کہ اس کو expedite کروائیں۔

وزیر تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! آپ کے حکم پر expedite کریں گے لیکن فی الحال ban لگا ہوا ہے جب یہ ban lift ہو گا پھر ہماری سمری جائے گی۔

جناب سپیکر: مہربانی۔

باؤ اختر علی: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

باؤ اختر علی: جناب سپیکر! میرے پاس یہاں پر میرا حلقہ اور اس سے ملحقہ حلقہ جس کے میرے پاس اعداد و شمار ہیں جو کہ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے اعداد و شمار ہیں اس کے مطابق تین سو کے قریب فیکٹریاں ٹائر اور زہریلا کیمیکل جلاتی ہیں جس سے لوگ کینسر جیسے موذی مرض میں مبتلا ہو رہے ہیں اور اس وجہ سے کئی لوگ ہسپتالوں میں وفات پا گئے ہیں۔ وزیر موصوف یہ بتائیں کہ ان کے انسپکٹرز کب بھرتی ہوں گے اور فیکٹریوں والے جو لوگوں کی جانوں کے ساتھ کھیل رہے ہیں ان کو seal کیوں نہیں کیا جاتا ہے، نوٹس کیوں نہیں دیئے جاتے اور محکمہ تحفظ ماحول اس پر ایکشن کیوں نہیں لیتا؟

وزیر تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! معزز ممبر نے کہا ہے کہ تقریباً 3 سو فیکٹریاں ہیں۔ میں یہاں پر تھوڑی سی وضاحت کر دوں کہ لاہور میں اس وقت کل 18 ہزار چھوٹی اور بڑی انڈسٹریز کام کر رہی ہیں۔ اس میں ہر قسم کی انڈسٹری ہے، ٹائر جلانے کی فیکٹری جہاں سے تیل بنتا ہے، اس میں کیمیکل کی فیکٹریاں ہیں، اس میں tanneries factories ہیں، سٹیل کی فیکٹریاں ہیں۔ مجھے پتا ہے کہ یہ آلودگی کا سبب بن رہی ہیں اور National Quality Standards کو violate کر رہی ہیں۔ پانی میں بھی اور ہوا میں بھی pollution ہو رہی ہے۔ ہم واسا کے ساتھ، ٹی ایم ایز کے ساتھ، ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے ساتھ مل کر ایک ریگولیٹری اتھارٹی، ایڈوائزری باڈی بنا رہے ہیں اور ہم اپنی پوری کوشش کر رہے ہیں کہ واسا کو بھی in confidence لیں، Irrigation Department کو بھی in confidence لیں، ہیلتھ کو بھی in confidence لیں، ہم نے تو سب کو اکٹھا کرنا ہے۔ ہمارے پاس 35 ممبران کی کونسل ہوتی ہے، جب سے ہمارا ڈیپارٹمنٹ وجود میں آیا ہے وہ dormant رہی ہے۔ اس کی سمری میں نے وزیر اعلیٰ کو بھجوا دی ہے اور وزیر اعلیٰ سے میں نے اس حوالے سے discuss بھی کیا ہے جب وہ 35 ممبران from all walks of the life کی تحفظ ماحول کی ایک کمیٹی بنے گی اس میں، میں آپ کو یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ وہ 35 ممبران جس میں ہمارا ڈیپارٹمنٹ اور تمام متعلقہ ڈیپارٹمنٹ جب ایک ساتھ ملیں گے تو میں اُمید کرتا ہوں کہ یہ جو زہریلا پانی ہے اور جس آلودہ ہوا میں ہم سانس لیتے ہیں، کھانا کھاتے ہیں اس پر انشاء اللہ ہم اگلے پانچ سال میں قابو پالیں گے۔

جناب سپیکر: مجھے آپ کی اس کو delay کرنے کی سمجھ نہیں آئی؟

وزیر تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):جناب سپیکر !مجھے نہیں پتا کہ ڈیپارٹمنٹ نے کیوں delay کیا ہے، وہ dormant رہے ہیں، ہمارے ایکٹ میں بھی ہے، پہلے بھی میں نے بتایا ہے کہ میں نے اس کی سمری بھیج دی ہے، اس میں ڈیپارٹمنٹ کے لوگ ہیں، باہر کے لوگ ہیں، منتخب ممبران ہیں، ٹیکنوکریٹس ہیں انشاء اللہ سب کو ملا کر ان کی advice لیں گے اور ایک way-out نکالیں گے اور انشاء اللہ سب کو جتنے ہمارے ممبران ہیں، ایم پی ایز، ایم این ایزان کو بھی میں confidence میں لوں گا اور ان کے ساتھ جاؤں گا۔ میں بھی چاہتا ہوں کہ یہ seal ہوں۔

جناب سپیکر: خانزادہ صاحب !میری بات سُن لیں، یہ 35 صاحبان ہیں آپ ان سے خود رابطہ کر کے مہربانی فرمائیں۔ یہ بہت burning issue ہے، آپ خود اس میں pain لیں اور جلداز جلد اس کی میٹنگ کروائیں۔

وزیر تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):جناب سپیکر!وزیر اعلیٰ کے پاس اس کی سمری چلی گئی ہے اور اس کمیٹی کے چیئرمین وزیر اعلیٰ ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ماحول کے حوالے سے پہلی میٹنگ وزیر اعلیٰ preside کر لیں۔ دیکھیں دنیا میں آج کل environment ہر جگہ lead لے گئی ہے All over the world it is priority No.1 but less in Pakistan. ہم نے بھی انشاء اللہ تعالیٰ اس کو priority No. 1 پر لے کر جانا ہے۔

جناب سپیکر: جی، تمام ممبران کی طرف سے اس کو دیکھ لیں۔

وزیر تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جی، سب ممبران اس میں شامل ہوں گے اور یہ سب میرے ساتھ ہوں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: وزیر صحت اس کا نوٹس لیں۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جی، میں نے اس کا نوٹس لے لیا ہے۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب محمد وحید گل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: .Let me proceed further جی، اگلا سوال فیضان خالد ورک صاحب کا ہے۔ سوال نمبر بولئے گا۔

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! سوال نمبر600 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

شیخوپورہ: ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفس میں عملہ کی تعداد ودیگر تفصیلات

*600: جناب فیضان خالد ورک: کیا وزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفس شیخوپورہ میں کتنا عملہ کام کر رہا ہے، ان کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور عرصہ تعیناتی بتائیں؟

(ب) ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفس شیخوپورہ کو سال 2009-10 سے آج تک حکومت پنجاب کی جانب سے سالانہ کتنی رقم کس کس مد کے لئے فراہم کی گئی؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ زیادہ تر ملازمین عرصہ دس سال سے اس آفس میں کام کر رہے ہیں، ان کے خلاف مالی، کرپشن اور بدعنوانی کی شکایت کے باوجود ان کو یہاں سے ٹرانسفر نہیں کیا جارہا ہے؟

(د) کیا حکومت ان ملازمین کے خلاف انکوائری کروانے کا ارادہ رکھتی اور ان کو یہاں سے ٹرانسفر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر خزانہ /آبکاری ومحصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفس شیخوپورہ میں 31 ملازمین ہیں جن کی تفصیل مع عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور عرصہ تعیناتی ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفس شیخوپورہ میں مالی سال 2009-10 میں مبلغ -/75,04,000 روپے، سال 2010-11 میں مبلغ -/99,19,000 روپے، 2011-12 میں مبلغ -/10843524 روپے اور سال 2012-13 میں -/12619820 روپے مہیا کئے گئے جن کی تفصیل ضمیمہ (ب)، ضمیمہ (ج)، ضمیمہ (د) اور ضمیمہ (ر) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) یہ بات درست ہے کہ ماتحت عملہ اپنی سروس کا بیشتر حصہ ایک ہی ضلع میں تعینات رہتے ہیں ان کے خلاف کوئی شکایت موصول نہ ہوئی ہے۔

(د) جن ملازمین کے خلاف شکایت موصول ہوان کے خلاف انضباطی کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے اس طرح حال ہی میں دو اکاؤنٹنٹس کے خلاف انضباطی کارروائی عمل میں لاتے ہوئے ملازمت سے جبری ریٹائر کر دیا گیا ہے جن کے آرڈر ضمیمہ (س) ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ سوال کے جز (ج) کے جواب میں انہوں نے فرمایا ہے کہ "یہ بات درست ہے کہ ماتحت عملہ اپنی سروس کا بیشتر حصہ ایک ہی ضلع میں تعینات رہتا ہے ان کے خلاف کوئی شکایت موصول نہ ہوئی ہے۔" جبکہ انہوں نے جز (د) میں خود ہی بتا دیا کہ "جن ملازمین کے خلاف شکایت موصول ہوان کے خلاف انضباطی کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے اس طرح حال ہی میں دو اکاؤنٹنٹس کے خلاف انضباطی کارروائی عمل میں لاتے ہوئے ملازمت سے جبری ریٹائر کر دیا گیا ہے۔" انہوں نے ایک جز میں بتایا کہ شکایات موصول نہیں ہوئی ہیں اور دوسرے میں خود ہی بتایا ہے کہ شکایات موصول ہوئی ہیں۔

جناب سپیکر: میرے محترم بھائی! آپ ضمنی سوال کریں۔

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! ضمنی سوال تو بعد میں کروں گا، پہلے تو یہ پوچھ رہا ہوں کہ یہ کیسا جواب آیا ہے؟

وزیر خزانہ / آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ یہاں پر جو سوال کا جواب بھیجا گیا ہے وہ تو ٹھیک ہے مگر تھوڑی سی typing mistake ہو گئی ہے۔ یہ جو بتا رہے ہیں کہ جز (ج) میں یہ تھا کہ "زیادہ تر ملازمین عرصہ دس سال سے اس آفس میں کام کر رہے ہیں اور ان کے خلاف مالی کرپشن اور بدعنوانی کی شکایت کے باوجود ان کو یہاں سے ٹرانسفر نہیں کیا جا رہا ہے۔" اس کا جواب ہم نے یہ دیا تھا کہ "جی، یہ بات درست ہے کہ ماتحت عملہ سروس کا بیشتر حصہ اپنے ہی ضلع میں تعینات رہتے ہیں تاکہ وہ معاشی طور پر زیر بار نہ ہوں لیکن انتظامی وجوہات کی بناء پر دوسرے ضلع میں ٹرانسفر کیا جا سکتا ہے۔ مزید برآں موجودہ عملہ کے خلاف کوئی شکایت موصول نہ ہوئی ہے۔ جز (د) میں انہوں نے یہ سوال کیا کہ "کیا حکومت ان ملازمین کے خلاف انکوائری کروانے کا ارادہ رکھتی ہے اور ان کو یہاں سے ٹرانسفر کروانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟" اس پر ہم نے یہ جواب

دیا ہے کہ "جن ملازمین کے خلاف شکایت موصول ہوان کے خلاف انضباطی کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے اس طرح حال ہی میں دو اکاؤنٹنٹس کے خلاف انضباطی کارروائی عمل میں لاتے ہوئے ملازمت سے جبری ریٹائر کر دیا گیا ہے۔"اس میں شاید typing mistake ہو گئی ہے جس کا یہ ذکر کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: چلیں، انہوں نے admit کر لیا ہے۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، بابا جی آپ بھی ضمنی سوال کر لیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! بہت مہربانی، میں آپ کا شکر گزار ہوں۔

جناب سپیکر: وزیر صاحب! ان کی بات غور سے سُنیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں معزز ایوان کی توجہ چاہوں گا، غالب نے فرمایا ہے کہ ---

جناب سپیکر: آپ غالب کو ایک side پر رکھیں اور اپنا ضمنی سوال کریں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! یہ شعر اسی سے متعلقہ ہے۔

جناب سپیکر: میں شعر نہیں سنوں گا، آپ کی بہت مہربانی۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! جواب میں فرمایا گیا کہ مالی کرپشن اور بدعنوانی کی شکایت پر دو ملازمین کو فارغ کر دیا گیا ہے۔ کیا مالی کرپشن میں جو انہوں نے کھایا پیا، کیا وہ اگلوایا بھی گیا یا صرف ملازمین کو فارغ کر دیا گیا ہے؟ غالب نے شاید اسی لئے کہا ہے کہ:

ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

کیا یہ اس پر روشنی فرمائیں گے کہ انہوں نے جو بدعنوانی کی ہے اس پر ان کو صرف نوکری سے فارغ کر دیا گیا ہے یا recovery بھی کی ہے؟

جناب سپیکر: جب ان کو فارغ ہی کر دیا گیا ہے تو مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ اب آپ اور کیا لینا چاہتے ہیں؟ جو چلا گیا ہے۔ Let him go.

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! کیا کھایا پیا ہضم ہو گیا، ان سے کوئی recovery نہیں کی گئی؟

MR SPEAKER: No more questions.

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتا ہوں جیسا کہ تمام سرکاری محکموں کے ملازمین کے بل محکمہ خزانہ کے پاس جاتے ہیں مگر وہاں پر کوئی بھی بل کمیشن لئے بغیر پاس نہیں ہوتا، کیا وزیر موصوف کو اس کا علم ہے؟ صرف اتنا بتا دیں۔

جناب سپیکر: اب پھر آپ کہیں گے کہ میں نے سوال سُنا نہیں، آپ کو سوال سُننا چاہئے اور اس کا جواب بھی دینا چاہئے۔

وزیر خزانہ /آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں نے بالکل ان کی بات سُنی ہے۔ یہ اس سوال سے related نہیں ہے، ان کا ضمنی سوال نہیں بنتا۔

جناب سپیکر: جی، اس سے متعلقہ، اس سے connected کوئی سوال ہو تو ٹھیک ہے ورنہ آپ نیا سوال دے دیں۔ آپ کی بڑی مہربانی۔ اگلا سوال احسن ریاض فتیانہ صاحب کا ہے۔ سوال نمبر بولئے گا۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! سوال نمبر 388 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

فیصل آباد: سمندری مین ڈرین میں فیکٹریوں کا زہریلا پانی پھینکنے وتدارک کی تفصیلات

*388: جناب احسن ریاض فتیانہ: کیا وزیر تحفظ ماحول ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سمندری مین ڈرین میں فیصل آباد کی فیکٹریوں کا زہر آلودہ پانی پچھلے کئی سال سے پھینکا جا رہا ہے جس سے ماموں کانجن، سمندری، ڈجکوٹ کے شہری بدبودار پانی پینے پر مجبور ہیں اور زیر زمین پانی زہریلا ہونے کی وجہ سے زرعی زمین تباہ ہو رہی ہے اور دریائے راوی میں اس ڈرین کی وجہ سے مچھلیاں ہلاک ہو گئی ہیں؟

(ب) محکمہ تحفظ ماحول کتنے عرصہ میں فیکٹریوں سے واٹر ٹریٹمنٹ پلانٹ لگوا کر ائر آلودگی اور واٹر آلودگی پر قابو پالے گا؟

وزیر تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):

(الف) ہاں! یہ بات درست ہے کہ سمندری مین ڈرین فیصل آباد میں 125 سے زائد صنعتی ادارے اپنا غیر صاف شدہ صنعتی فضلہ مدوآنہ ڈرین کے ذریعے پھینک رہے ہیں (تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) صنعتی اداروں کے علاوہ واسا فیصل آباد کی طرف سے فیصل آباد سٹی کا 1/3 ضائع شدہ پانی مدوآنہ ڈرین میں ڈالا جارہا ہے مزید برآں کھڑریانوالہ شہر کا پانی بھی اس ڈرین میں ڈالا جارہا ہے۔ سمندری ڈرین کا پانی ماموں کانجن، ڈجکوٹ سے ہوتا ہوا بالآخر دریائے راوی میں جاملتا ہے غیر صاف شدہ پانی کی وجہ سے دریائے راوی میں موجود آبی حیات کے خاتمے کا باعث بن سکتا ہے اور زرعی زمینیں بھی متاثر ہو سکتی ہیں۔

(ب) محکمہ تحفظ ماحول پنجاب کافی عرصہ سے فیصل آباد چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری و ضلعی حکومت کے ساتھ مسلسل رابطے میں ہے اور کوشاں ہے کہ فیصل آباد شہر کے اندر رہائشی آبادیوں میں موجود کارخانے فیصل آباد انڈسٹریل اسٹیٹ میں منتقل ہو جائیں۔ بائیس صنعتی اداروں کے خلاف ماحول ایکٹ 1997 ترمیم شدہ 2012 کے سیکشن 16 کے تحت کارروائی کرتے ہوئے انوائرنمنٹل پروٹیکشن آرڈر بھی جاری کئے جا چکے ہیں اور انہیں ٹریٹمنٹ پلانٹ لگانے کی ہدایت کی گئی ہے۔ تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ جن صنعتی اداروں نے مقررہ مدت میں محکمہ ہذا کے ان احکامات پر عمل نہیں کیا ان کے خلاف کیس بنا کر ماحولیاتی ٹربیونل میں دائر کئے جا چکے ہیں۔ ڈسٹرکٹ آفس فیصل آباد باقی ماندہ 103 کارخانوں کا سروے کر رہا ہے جن کی رپورٹس مرتب ہونے کے بعد ماحولیاتی ایکٹ کے تحت کارروائی شروع کر دی جائے گی۔

مزید برآں محکمہ تحفظ ماحول نے اریگیشن ڈیپارٹمنٹ اور واسا کو مدوآنہ ڈرین کے اوپر ٹریٹمنٹ پلانٹ لگانے کی درخواست کی ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب والا! میں اس سوال کے جواب سے satisfy نہیں ہوں، مجھے یہ محسوس ہوتا ہے کہ وزیر موصوف اور ان کے ڈیپارٹمنٹ نے صرف جان چھڑانے کے لئے مجھے اس سوال کا جواب دیا ہے۔ آپ خود دیکھیں میرا بڑا clear سوال ہے، جس کے جواب میں انہوں نے کہا ہے کہ جی، ہاں۔ یہ بات درست ہے کہ 125 سے زائد فیکٹریاں زہریلا پانی ڈال رہی ہیں۔ انہوں نے فرمایا ہے

کہ واسا بھی اس میں ایک تہائی کے قریب پانی ڈالتا ہے اور شاید اس سے آبی حیات اور زمینوں کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔ میں آپ کو بتاتا چلوں اور آپ بھی اس بات سے agree کر رہے ہیں کہ اس میں زہریلا پانی ڈالا جا رہا ہے۔ اگر زہریلا پانی ڈالا جا رہا ہے تو یقیناً اس سے زمینیں بھی تباہ ہو رہی ہیں اور آبی حیات بھی مر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ میں آپ کو یہ بھی بتاتا چلوں کہ یہ جو فرما رہے ہیں کہ ایک تہائی پانی واسا نے ڈال دیا یا فلاں شہر سے اتنا پانی آ گیا، وزیر موصوف کو یہ بھی check کرنے کی ضرورت ہے کہ ان شہروں کے اندر کتنی فیکٹریاں ہیں جن کی وجہ سے زہریلا پانی شامل ہو رہا ہے؟

جناب سپیکر: ان سے کہیں گے کہ وہ اپنے treatment plants لگائیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب والا! یہ صرف اتنی سی بات نہیں ہے۔

وزیر تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب والا! اگر اجازت ہو تو میں اس سوال کا تفصیلی جواب دے دوں؟

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب والا! معزز ممبر کا سوال بہت اچھا ہے اور ان کے علاقہ کا concerned سوال ہے۔ اس کے علاوہ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ یہ فیصل آباد کا کافی complicated issue ہے۔ وزیر قانون بھی یہاں پر تشریف فرما ہیں ان کی بھی اس سلسلے میں کافی کوششیں اور کاوشیں ہیں جن کا میں ابھی یہاں پر ذکر بھی کروں گا۔

جناب والا! معزز ممبر نے یہ پوچھا ہے کہ کتنی انڈسٹریز ایسی ہیں جو فیصل آباد کے اندر ہیں؟ یہاں پر تقریباً 338 انڈسٹریز ہیں اور یہ تقریباً nine clusters میں الگ الگ جگہوں پر موجود ہیں۔ ان کا جتنا بھی effluent waste ہے وہ دو directions میں جاتا ہے۔ ایک پہاڑنگ ڈرین ہے جو North West میں ہے اور دوسری South East میں سمندری ڈرین ہے جو کہ (مدوآنہ) ڈرین سے ہوتی ہوئی سمندری ڈرین میں جا کر گر جاتی ہے۔ حکومت پنجاب نے already فیصل آباد انڈسٹریل زون 4500 ایکڑ زمین پر قائم کر دیا ہے جس میں تمام facilities موجود ہیں۔ اس میں ایک بہت بڑا واٹر ٹریٹمنٹ پلانٹ لگے گا، جس میں وہ ساری facilities ہوں گی جو اس ماحول میں ہونی چاہئیں۔ ہم تو چاہتے ہیں کہ تمام انڈسٹری وہاں پر شفٹ ہو جائے فی الحال وہاں پر پانچ، چھ صنعتیں شفٹ ہو گئی ہیں۔ ہم انڈسٹری ڈیپارٹمنٹ سے بھی کہہ رہے ہیں، فیصل آباد چیمبر آف کامرس کے ساتھ بھی

ہماری meetings ہوئی ہیں کہ انڈسٹریز کو جتنی بھی جلدی ممکن ہو سکے یہاں سے شفٹ کیا جائے لیکن اس میں ابھی ٹائم لگے گا۔ وہاں پر ایک Effluent Waste Water Treatment Plant ہے اور وہ واسا نے لگایا ہے جس کا سٹیشن نمبر 31 ہے جو کہ پہاڑ نگ ڈرین کے اوپر ہے جہاں پر یہ تقریباً دس فیصد پہاڑ نگ ڈرین کے اندر drain out ہوتا ہے لیکن اس میں Industrial Waste اور Municipal Waste mix ہوتا ہے۔ آپ کو یہ بھی چیز یاد کرنی ہو گی کہ جتنا بھی یہ پانی ہے، چاہے لاہور ہے، فیصل آباد ہے یا جو بھی شہر ہے اس میں تقریباً 80 فیصد Municipal Waste اور 20 فیصد Industrial Effluent Water شامل ہوتا ہے۔ راناثناء اللہ خان نے پچھلے دور میں اس کے لئے ایک initiative لیا تھا اور وہ initiative فیصل آباد کی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے ایشیئن ڈویلپمنٹ بنک کی طرف سے for cleaning of environment کے لئے لیا ہے جس میں انہوں نے ابھی دو پلانٹ لگانے ہیں۔ ان کے یہ دونوں پلانٹ مدوآنہ ڈرین اور پہاڑ نگ ڈرین کے اوپر لگنے ہیں۔ اس کے علاوہ ایک plant aviation wares والا ہے اور دوسرا oxidation plant لگے گا۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ جب یہ دونوں پلانٹ لگ جائیں گے ان کی لاگت تقریباً 90 بلین ڈالر کے قریب ہے۔ یہاں پر میں آپ کو یہ بھی بتاتا چلوں کہ فیصل آباد کی ان 338 انڈسٹریز میں سے کوئی 10 انڈسٹریز ایسی ہیں جنہوں نے یہ effluent plant لگایا ہے اور اس کے علاوہ Waste Water Treatment Plant بھی لگایا ہے اور ان پر کام بھی ہو رہا ہے باقی جتنی بھی انڈسٹریز ہیں وہ Rules کی violation کر رہی ہیں ان کے خلاف ہم نے already چالان بھی پیش کر دیئے ہیں۔ ہم نے Environment Tribunal میں ان کے خلاف cases بھی بھیج دیئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ That is not the issue بلکہ issue یہ ہے کہ ان لوگوں کو ہم یہاں سے ایک constructive طریقے سے اُٹھا کر 4500 ایکڑ کی زمین میں منتقل کر دیں، اس پر ٹائم لگے گا لیکن ہم already اس سے آگاہ ہیں اور مزید آگے بھی چلیں گے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب والا! میرا سوال سمندری ڈرین سے related تھا لیکن یہ مجھے کسی اور ڈرین کے بارے میں بتا رہے ہیں اور جو آپ نے مدوآنہ ڈرین کی بات کی ہے اگر آپ کو اس کے بارے میں علم ہو تو مدوآنہ ڈرین ایک چھوٹی ڈرین ہے جو کہ سمندری ڈرین میں گرتی ہے۔

وزیر تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): میں بھی یہی کہہ رہا ہوں یہ سمندری ڈرین میں گر رہی ہے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب والا! میں آپ کو تھوڑا سا بتا تا چلوں کہ آپ مجھے ماحول کی بہتری کے لئے بتاتے لیکن یہ سب کچھ ایک different drain پر ہے۔ میں نے آپ سے مشرق کے متعلق پوچھا لیکن آپ نے مجھے جواب مغرب کا بتایا۔

وزیر تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب والا! میں نے اگر کوئی غلط بات کی ہے تو I am very sorry.

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب والا! آپ میرے بزرگ ہیں۔

وزیر تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): بزرگ نہیں ہیں، یہاں پر Honourable Members ہوتے ہیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب والا! اب میں اپنے سوال کے اگلے حصے کی طرف آ جاتا ہوں۔ (شور وغل)

MR SPEAKER: Order please. Order in the House.

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! اس کے اندر انہوں نے مجھے لکھ کر دیا ہے کہ سیکشن 16 کے تحت کارروائی کرتے ہوئے انہوں نے ان کو notices جاری کئے ہیں اور اس کے علاوہ بھی سب کچھ کیا۔ اگر آپ Environmental Protection Act اُٹھا کر دیکھیں تو اس میں منسٹر صاحب کے اوپر صرف اور صرف چیف منسٹر پنجاب ہیں اور جو کونسل ہے اس میں چیئرپرسن چیف منسٹر ہیں اور وائس چیئرپرسن منسٹر صاحب ہیں اور وہ کونسل ہر چیز کی head ہے۔ اس نے اپنے نیچے Environmental Protection Agency بھی بنائی ہے جس کے اندر ڈائریکٹر جنرل بطور head کام کرتے ہیں۔ اس کے آگے آرٹیکل 7(f) ہے، آرٹیکل (k) ہے اسی طرح آپ آرٹیکل 17(1) دیکھیں، آرٹیکل 17(4) دیکھیں اس میں monetary benefits اُٹھائے جا رہے ہیں اور یہ منسٹر موصوف کے ڈیپارٹمنٹ کا کام ہے کہ وہ اپنا کردار ادا کرتے ہوئے جو لوگ عوام کی زندگیوں سے کھیل رہے ہیں اور لاکھوں زندگیوں کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ضمنی سوال پر آ جائیں۔

وزیر تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب والا! ان کا سوال کیا ہے؟

جناب سپیکر: وہ یہ پوچھ رہے ہیں کہ سمندری ڈرین میں۔۔۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میرا وزیر موصوف سے نمبر ایک تو یہ کہنا ہے کہ سوال کا جواب غلط ہے۔ دوسرا میں وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ انہوں نے مجھے جواب میں صرف آرٹیکل16 لکھ کر بھیج دیا ہے۔ اگر وہ اس ایکٹ اور آرٹیکل کو خود پڑھ لیں تو اس کے اندر ان کو زیادہ نہیں تو کم از کم سات سے آٹھ ایسے آرٹیکل ملیں گے جو یہ بتاتے ہیں ان کا لاء سپریم ہے۔ اگر یہ چاہیں اور نیت کے ساتھ کام کیا جائے تو یہ اس چیز کو روک سکتے ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ منسٹر صاحب مجھے اس بات کی کیا surety دیتے ہیں کہ وہ اپنے اختیارات کا صحیح طور پر استعمال کرتے ہوئے اس مسئلہ کا حل دیں گے؟

وزیر تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب والا! اختیارات صاف کہتے ہیں، میرے پاس بھی یہ ایکٹ موجود ہے اس کے آرٹیکل 16 میں Environmental Protection Order ہے اس میں لکھا ہے کہ immediate stoppage، میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ میرے پاس اتھارٹی ہے کہ میں ایک فیکٹری کو فوری طور پر بند کر سکوں، لیکن کیا یہ ٹھیک ہے ؟قانون کو ہر طریقے سے interpret کیا جا سکتا ہے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ feasible ہوگا کہ میں ہر انڈسٹری میں جاؤں جس میں Water Treatment Plant نہ ہو اور وہ بند کر دوں اگر میں ایسا کروں تو پھر آپ کی economy کا کیا ہوگا اور ان لوگوں کا کیا بنے گا جو وہاں پر کام کر رہے ہیں اور کیا ہوگا اس taxation کا جو آپ کو مل رہی ہے ؟میں کہتا ہوں کہ ان کا چالان کرنا، ان کو green courts میں لے جانا اس مسئلہ کا حل نہیں ہے۔ ہم نے فیصل آباد چیمبر آف کامرس کے ساتھ بیٹھنا ہے ان کے ساتھ ہماری ایک میٹنگ ہو گئی ہے اب دوبارہ بھی میں ان کے پاس جا رہا ہوں۔ ان کو ساتھ ملا کر ایک پلیٹ فارم پر آ کر ہم نے اس مسئلہ کا حل ڈھونڈنا ہے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب والا! آپ نے اپنے جواب میں بتایا تھا کہ اس کونسل میں چیمبر آف کامرس کے لوگ بھی شامل ہیں۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ آرٹیکل30 اور آرٹیکل33 کو بھی ذرا پڑھیں اور ان پر تھوڑا سا implement کریں تو شاید آپ کے لئے beneficial ہوگا۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ I am satisfied. Thank you very much.

راؤ کاشف رحیم خان: جناب والا! میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایک ماہ پہلے اتوار کے دن میں وہاں پر فاتحہ پڑھنے کے لئے گیا تقریباً دو گاؤں میں پندرہ لوگ فوت ہوئے اور میں نے جب ان سے فوتیدگی کی وجہ پوچھی تو انہوں نے بتایا کہ انڈسٹری کے آلودہ پانی کی ملاوٹ کی وجہ سے وہ لوگ وفات پا گئے۔Water Treatment Plant نہ لگنے کی وجہ سے وہ لوگ متاثر ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: لیکن یہ ضمنی سوال تو نہیں بنتا۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب والا! میں ضمنی سوال بھی کرتا ہوں۔ دس آدمیوں کی وفات اس آلودہ پانی کی وجہ سے ہوئی، اس سے دس تحصیلیں متاثر ہو چکی ہیں۔ میں اپنے معزز وزیر سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں اور میرے دو ضمنی سوال ہیں کہ آج تک پورے پنجاب میں کس انڈسٹری نے Water Treatment Plant لگایا ہے اور دوسرا سوال یہ ہے کہ آج تک کسی کو سزا ہوئی؟ آپ سارے جواب اٹھا کر دیکھ لیں صرف یہ کہتے ہیں کہ ہم proceeding کر رہے ہیں۔ اس سے تین تحصیلوں کی دس لاکھ آبادی effect ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر: جب آپ ایوان سے غیر حاضر تھے اس وقت کرنل صاحب نے اس بات کا مکمل جواب دیا ہے۔ I am sorry

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! میں سمندری ڈرین کی بات کر رہا ہوں کیا آج تک یہاں کسی کو سزا ملی؟ صاف پانی نہ ملنے کی وجہ سے کئی لوگ فوت ہو چکے ہیں اور اس سے تقریباً دس لاکھ آبادی effect ہو چکی ہے لیکن ہمیں صرف یہ کہا جاتا ہے کہ چالان بھیج دیا گیا ہے۔ کیا آج تک کسی کو سزا ملی یا کسی نے واٹر ٹریٹمنٹ پلانٹ لگایا؟

جناب سپیکر: آپ کا ضمنی سوال بنتا نہیں، آپ کا یہ ضمنی سوال اس سوال سے related نہیں ہے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میں اس سوال کے جواب سے satisfied نہیں ہوں۔ میرے خیال میں ڈیپارٹمنٹ کو اس کا صحیح اور مفصل جواب دینا چاہئے جس سے لگے کہ وہ علاقے کے مسائل حل کرنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر: انشاء اللہ وہ کریں گے۔ کرنل صاحب! معزز ممبر سمندری ڈرین کے بارے میں پوچھ رہے ہیں۔

وزیر تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! سمندری ڈرین اریگیشن ڈرین ہے جو شیخوپورہ کے گاؤں کھرڑیانوالہ سے نکلتی ہے اور ماموں کانجن سے ہوتے ہوئے راوی میں گر جاتی ہے۔ اس کی capacity تقریباً 75 کیوسک ہے۔ اس 75 کیوسک میں 80 فیصد میونسپل waste ہے اور 20 فیصد انڈسٹریل waste ہے جو اس میں جا رہی ہے۔ یہ بات بالکل باعث تشویش ہے۔یہاں اس علاقے میں ہیپاٹائٹس کے کافی کیسز note ہوئے ہیں۔ جس طرح راؤصاحب نے بات کی ہے۔یہاں پر کافی لوگ ہیپاٹائٹس کی وجہ سے مر چکے ہیں۔ یہ پانی جاکر subsoil water میں مل جاتا ہے۔اس کے جتنے بھی contents ہیں جو ہم نے ابھی تک ٹیسٹ کئے ہیں وہ human consumption کے لئے fit نہیں ہیں یا وہ human surroundings کے لئے ٹھیک نہیں ہیں۔ ہم نے اس کے لئے already واسا اور ٹی ایم اے سے بھی take up کیا ہے۔ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ میں بھی اس پر ایک کیبنٹ کمیٹی بنی ہے جسے ہیلتھ منسٹر head کر رہے ہیں۔ ہم ان کے سامنے بھی اس علاقے کے مسائل پیش کریں گے تاکہ وہ بھی اس پر کام کریں لیکن یہاں پر اس کا حل Water Treatment Plant ہے اس کے علاوہ یہاں پر اور کوئی چیز کامیاب نہیں ہو گی۔ میں ایوان میں اپنے بھائیوں سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں ہر source tackle کروں گا چاہے وہ international NGOs ہوں، چاہے ہماری پنجاب حکومت ہو، انشاء اللہ تعالیٰ میری پوری کوشش ہو گی کہ اب سمندری ڈرین کا پانی صاف کر کے راوی میں گرائیں گے۔

باؤاختر علی: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جناب! آپ خود بھی تکلیف کر لیا کریں اور اپنا سوال دیا کریں، لوگوں کے سوالوں کے پیچھے نہ بھاگیں۔ بڑی مہربانی آپ بیٹھیں اور مجھے آگے چلنے دیں۔اگلا سوال ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! سوال نمبر 666 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب پر اندرون و بیرون ملک کے اداروں کا قرضہ و دیگر تفصیلات

*666: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر خزانہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) پنجاب پر اندرون ملک مالیتی اداروں کا کتنا قرضہ ہے اور بیرون ملک مالیتی اداروں کا کتنے ڈالر کا قرضہ ہے؟

(ب) مالیتی سال12-2011اور 13-2012 میں اس قرضہ پر اندرون ملک کتنا سود ادا کیا گیا اور بیرون ملک مالیتی اداروں کو کتنا سود ادا کیا گیا؟

(ج) کیا حکومت پنجاب آئین پاکستان کی دفعہ اے/2 کے پیش نظر اور وفاقی شرعی عدالت کے فیصلہ کی روشنی میں مالیتی نظام کو پنجاب میں غیر سودی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے،اگر جواب ہاں میں ہے تو اب تک کیا اقدامات اٹھائے گئے ہیں؟

وزیر خزانہ/آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) پنجاب پر اندرون ملک مالیتی اداروں کا41,752.908 ملین روپے ہے اور بیرون ملک مالیتی اداروں کا4,073.638 ملین ڈالر کا قرضہ ہے۔

(ب) مالیتی سال12-2011 میں9,155.939 ملین روپے اندرون ملک اور5,346.583 ملین روپے بیرون ملک قرضوں پر سود ادا کیا گیا۔

اسی طرح مالیتی سال13-2012 میں6,517.237 ملین روپے اندرون ملک اور 4,028.515 ملین روپے بیرون ملک قرضوں پر سود ادا کیا گیا۔

(ج) فی الحال اس قسم کی کوئی تجویز زیر غور نہ ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! مجھے اس پر کوئی بحث نہیں کرنی، یہ بڑا افسوسناک ہوتا ہے کہ جب یہ اپوزیشن میں ہوتے ہیں تو کہتے ہیں کہ معیشت کو قرضوں سے آزاد کریں گے اور اس کے بڑے نعرے لگاتے ہیں لیکن جب گورنمنٹ میں آتے ہیں تو پھر قرضوں کے لئے بھاگتے ہیں اور اس پر سود بھی آتا ہے۔ابھی بھی اس قسم کی کیفیت چل رہی ہے، میں اس بحث میں پڑے بغیر عرض کروں گا کہ میں نے جز(ج) میں سوال کیا تھا کہ آئین پاکستان کی دفعہ (2(a یہ کہتی ہے کہ اس ملک کے اندر حاکمیت اللہ کی ہو گی اور حاکمیت اللہ کی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ رب العالمین نے نظام چلانے کے لئے جو احکامات دیئے ہیں ہمیں ان کے مطابق اپنے نظام کو بنانا ہے۔اسی طرح subsequently وفاقی شرعی عدالت کے full bench نے یہ decision دیا کہ یہ اسلامک سٹیٹ ہے اس لئے سود حرام ہے۔ خود رب تعالیٰ نے قرآن ذیشان کے اندر بالکل واضح لکھا ہے کہ فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ (تو خبر دار ہو جاؤ اللہ اور رسول ﷺ سے جنگ کرنے کے لئے)یعنی جو لوگ سودی کام کرتے ہیں وہ میرے اور میرے رسول ﷺ کے ساتھ جنگ کرتے ہیں۔یعنی یہ صریحاً قرآن کی نص ہے اور اللہ کے نبی ﷺ کے اس حوالے سے بہت سارے ارشادات موجود ہیں لیکن ہم ان سب کو ایک طرف رکھتے ہوئے اپنے آپ کو مسلمان بھی کہتے

ہیں آئین کی اس دفعہ کو بھی operative سمجھتے ہوئے اسے incorporate کیا ہوا ہے۔ اس پر محکمے نے جو جواب دیا ہے میں اس پر بہت ہی افسوس کا اظہار کرتا ہوں کہ محکمے کے جو بجز مہر ہیں انہوں نے کتنی دیدہ دلیری کے ساتھ جز (ج) میں اظہار کیا ہے کہ ہمیں اللہ اور نبی ﷺ کے ارشادات کی کوئی پروا نہیں۔ میں نے سوال میں پوچھا تھا کہ مالیاتی نظام کو پنجاب میں غیر سودی کرنے کا حکومت پنجاب کوئی ارادہ رکھتی ہے اس پر محکمے نے جو جواب دیا ہے ظاہر ہے وزیر موصوف نے بھی اسے پڑھا ہو گا۔ محکمے نے بڑی ڈھٹائی سے لکھا ہے کہ فی الحال اس قسم کی کوئی تجویز زیر غور نہ ہے۔ یعنی ہم مسلسل اس ملک کے اندر اسی نظام کو چلائیں گے جس میں رب العالمین قرآن میں کہتا ہے کہ جو سودی معاملات کرتے ہیں وہ میرے اور میرے رسول کے ساتھ جنگ کرتے ہیں۔ میں اس جواب پر بہت ہی دکھ کے ساتھ شدید ترین احتجاج اپنے دل کے اندر رکھتے ہوئے ایوان سے ٹوکن واک آؤٹ کرتا ہوں اور میں اپوزیشن کے دوستوں سے بھی یہ استدعا کروں گا کہ یہ قرآن کی نص ہے اور انہوں نے جو جواب دیا ہے یہ میرے ساتھ اس بات پر ٹوکن واک آؤٹ کریں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف ٹوکن واک آؤٹ
کر کے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

جناب سپیکر: وقفہ سوالات ختم ہوا۔ اگر کوئی بقیہ سوالات ہیں تو ان کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیں۔

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! میں ایک چھوٹا سا سوال کرنا چاہوں گا میرا سوال تھا لیکن میں نہیں پڑھ سکا۔

جناب سپیکر: ٹائم ختم ہو گیا ہے sorry

وزیر تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! میں بقیہ سوال اور اس کا جواب ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوال اور اس کا جواب ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا۔

نشان زدہ سوال اور اس کا جواب

(جو ایوان کی میز پر رکھا گیا)

شیخوپورہ: محکمہ کو ملنے والی گرانٹ واستعمال کی تفصیلات

*602: جناب فیضان خالد ورک: کیا وزیر تحفظ ماحول ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) مالی سال 11-2010 اور 12-2011 کے لئے محکمہ تحفظ ماحول شیخوپورہ کو کتنی گرانٹ ملی؟

(ب) اس شہر میں محکمہ ہذا نے کتنی گرانٹ فضائی آلودگی کے خاتمہ پر خرچ کی ہے؟

(ج) فضائی آلودگی کو کم کرنے کے لئے جو منصوبے شروع کئے گئے ہیں، ان کے نام اور تخمینہ لاگت بتائیں؟

(د) کتنے منصوبے مکمل ہو چکے ہیں اور کتنے زیر تکمیل ہیں؟

(ہ) حکومت اس شہر میں فضائی آلودگی کو کم کرنے کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):

(الف) ضلعی دفتر تحفظ ماحول شیخوپورہ کو حکومت کی طرف سے مالی سال 11-2010 میں 5852,449 روپے جبکہ مالی سال 12-2011 میں 6589,856 روپے فنڈز غیر ترقیاتی بجٹ کے طور پر دیئے گئے۔

(ب) ماحول کی بہتری کے لئے ضلعی آفس تحفظ ماحول شیخوپورہ کا رول تحفظ ماحول ایکٹ مجریہ 1997 پر عملدرآمد کروانا ہے۔ اس محکمہ کو اسی مقصد کے لئے غیر ترقیاتی فنڈز جاری کئے جاتے ہیں جس میں سٹاف کی تنخواہیں اور ضروری دفتری امور کو نمٹانا شامل ہے۔ ماحول کی بہتری کی گرانٹ متعلقہ محکموں کو جاری کی جاتی ہے۔

(ج) جواب جز(ب) میں موجود ہے۔

(د) جواب جز(ب) میں موجود ہے۔

(ہ) ضلعی افسر تحفظ ماحول شیخوپورہ نے تحفظ ماحول ایکٹ مجریہ 1997 (ترمیمی 2012) کے تحت مختلف آلودگی پھیلانے والے 165 یونٹس کے خلاف اقدامات اٹھائے۔

جناب فیضان خالد ورک:جناب سپیکر!متعلقہ منسٹر اوران کے سیکرٹری بھی بیٹھے ہیں، میں اپنے گاؤں کے گردونواح کی فیکٹریوں کے پانی کے samples بوتلوں میں لے کر سیکرٹری تحفظ ماحول کے پاس گیا تھااورانہیں دے کر آیا تھااوران سے کہہ کر آیا تھا کہ کچھ action لیں۔انہوں نے DEO انوائرنمنٹ کی ڈیوٹی لگائی جس نے جاکر مجھے یہ جواب دیا کہ ہمارے پاس تو کچھ فیکٹریاں رجسٹرڈ ہی نہیں ہیں ہمیں پتا ہی نہیں کہ یہ فیکٹریاں چل رہی ہیں۔ان فیکٹریوں کا عالم یہ ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر:اب وہ بات ختم ہوئی۔اس بات کو چھوڑیں۔آپ بعد میں ان سے بات کر لیں۔

جناب فیضان خالد ورک:مہربانی۔

وزیر تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):جناب سپیکر!اگر معزز ممبر through you میرے پاس آئیں ان کا جو بھی problem ہے جو بھی issue ہے انشاء اللہ we will sort it out. We are here for them.

جناب سپیکر:جی،مہربانی۔شاہ صاحب!پلیز اندر تشریف لائیں اور کارروائی آگے بڑھائیں۔مہربانی -

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف ٹوکن واک آؤٹ
ختم کر کے واپس ایوان میں تشریف لائے)

جناب سپیکر: Thank you. Welcome back! آپ کی مہربانی۔شکریہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر:ہم نے آپ کے حکم کی تعمیل کر دی ہے۔

جناب سپیکر:جی،مہربانی

وزیر خزانہ /آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!ڈاکٹر صاحب نے جو سوال کیا تھا۔گو کہ وقفہ سوالات ختم ہو گیا ہے لیکن اگر آپ اجازت دیں تو میں عرض کر دوں۔

جناب سپیکر:آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں؟

وزیر خزانہ /آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جی، میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب سپیکر:جی،فرمائیں!

وزیر خزانہ /آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!ڈاکٹر صاحب نے جو سوال کیا تھا وہ صوبائی حکومت سے related نہیں ہے۔محکمے نے جو جواب دیا ہے وہ انہیں اچھا نہیں لگا جس پر

انہوں نے واک آؤٹ کیا مگر وہ سوال صوبائی گورنمنٹ سے related نہیں ہے۔ڈاکٹر صاحب بڑے قابل آدمی ہیں بڑے seasoned parliamentarian ہیں وہ فیڈرل گورنمنٹ سے related سوال تھا یہ اپنے کسی ممبر کو کہیں کہ وہ یہ سوال قومی اسمبلی میں کریں۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں تو میں عرض کروں گا کہ پنجاب کے ایوان میں اکثریت مسلمانوں کی ہے ہم مسلمان ہیں ہم قرآن پڑھتے ہیں، ہم قرآن کی تلاوت کرتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: حضرت صاحب! آئین پاکستان میں قرآن وسنت کے خلاف کوئی قانون بن سکتا ہے اور نہ ہی قانون بنا سکتے ہیں۔ بس آپ کی بڑی مہربانی

ڈاکٹر سید وسیم اختر: آپ کا بہت شکریہ

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! حکومت پاکستان کے وہ ملازمین جن کی upgrading مورخہ 28-01-2002 سے ہوئی تھی ان کو سپریم کورٹ کے احکامات کے مطابق ایک premature increment دینے کی منظوری مورخہ 31-05-2013 کو دی گئی تھی لیکن حکومت پنجاب نے ابھی تک اس ضمن میں کوئی احکامات جاری نہیں کئے۔ معاملہ چونکہ ملازمین کے جائز حقوق کا ہے لہذا میری گزارش ہے کہ وزیر خزانہ اس پر عملدرآمد کروائیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ اس حوالے سے کوئی تحریک لے کر آئیں پھر اس کا جواب لیں گے۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جی، ٹھیک ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! ہمارا اجلاس اکثر تاخیر سے شروع ہوتا ہے اگر وقت کا تھوڑا سا خیال رکھ لیا جائے تو بہتر ہوگا۔ ہم ایک ایک، دو دو گھنٹے آکر بیٹھے رہتے ہیں۔

جناب سپیکر: کچھ باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ جو یہاں کرنے والی نہیں ہیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! ہم نیچے بیٹھ کر دو دو گھنٹے انتظار کرتے رہتے ہیں۔ کبھی سب اوپر آتے ہیں اور پھر نیچے چلے جاتے ہیں کیونکہ اجلاس شروع نہیں ہوتا۔ دیکھیں، بڑی سادہ سی بات ہے کہ جو جس کی جتنی عزت کرتا ہے اتنا ہی وقت پر آتا ہے اگر یہاں سے کوئی وزیر اعلیٰ کو ملنے جائے گا تو وہ کبھی بھی ایک منٹ لیٹ نہیں ہو گا بلکہ ایک گھنٹہ پہلے آ کر وہاں کھڑا ہو جائے گا۔ جب لوگ ایوان کی عزت کریں گے تو پھر وہ وقت پر آئیں۔ It's a matter of respect and nothing else.

جناب سپیکر: ہم کوشش کریں گے کہ اجلاس وقت پر شروع کیا جا سکے۔

جناب کانجی رام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، آپ بھی فرمالیں!

جناب کانجی رام: جناب سپیکر! وزیر خزانہ سے میرا ایک سوال ہے۔۔۔

جناب سپیکر: اب آپ سوال نہیں کر سکتے۔ تشریف رکھیں۔ ایک قرار داد کے حوالے سے ہمارے ارکان کے درمیان کچھ کھنچ کھنچاؤ ہو گیا تھا لیکن اللہ کا شکر ہے کہ میری موجودگی میں وہ مسئلہ طے ہو گیا ہے۔ وزیر قانون و پارلیمانی امور رانا ثناء اللہ خان، قائد حزب اختلاف میاں محمود الرشید اور میاں محمد اسلم اقبال نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے ڈرون حملوں کے حوالے سے ایک قرار داد پیش کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔ محرک اپنی تحریک پیش کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں اسی حوالے سے ایک چھوٹی سی بات clear کرنا چاہتا ہوں۔ گزارش یہ ہے کہ میں نے جو تحریر ڈرون حملوں کے حوالے سے اس معزز ایوان کے اندر پیش کی تھی اس کو من و عن تسلیم کیا گیا ہے۔ آپ کے چیمبر میں بیٹھ کر وزیر قانون نے اس کو تسلیم کیا اور اس کے بعد اس کے دوسرے حصے میں حکومت نے اپنا point of view شامل کیا ہے۔ وزیر قانون اس میں ترمیم لانا چاہتے تھے اور یہ ترمیم لازمی طور پر اکثریت کی بنیاد پر منظور ہونی ہوتی ہے۔ میں یہاں پر صرف اس بات کو clear کرنا چاہتا ہوں کہ میری اس قرار داد میں کسی بھی لفظ کی کمی بیشی نہیں ہوئی البتہ حکومت نے اس کے دوسرے حصے میں اپنا point of view شامل کیا ہے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: آپ کی مہربانی ہے۔ جی، رانا صاحب! تحریک پیش کریں۔

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ /قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے ڈرون حملوں کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر:یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے ڈرون حملوں کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اوراب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے ڈرون حملوں کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر: محرک اپنی قرارداد پیش کریں۔

قرارداد

پاکستان پر مسلسل امریکی ڈرون حملوں کی شدید مذمت

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ /قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان امریکہ کی جانب سے ڈرون حملوں کے مسلسل عمل کو بنیادی انسانی حقوق اور پاکستان کی آزادی، خودمختاری اور سالمیت کے خلاف قرار دیتا ہے اور اس کی شدید مذمت کرتا ہے۔اس ایوان کی رائے ہے کہ ڈرون

حملے مبہم اطلاعات اور اندازوں کی بنیاد پر کئے جا رہے ہیں جو کہ بین الاقوامی قوانین کی خلاف ورزی ہے۔

یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کا مطالبہ کرتا ہے کہ وہ امریکی حکومت کو باور کرائے کہ یہ حملے کسی صورت بھی قابل قبول نہیں۔امریکہ اور پاکستان کے تعلقات میں اس باب کو بند کر کے عزت اور برابری کی بنیاد پر نئے دور کا راستہ اختیار کیا جانا چاہئے۔

یہ ایوان وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف کے دو ٹوک مؤقف کی بھرپور تائید کرتا ہے اور اس سلسلے میں وفاقی حکومت کی سفارتی کوششوں کی حمایت کرتا ہے۔اس معزز ایوان کی رائے ہے کہ وفاقی حکومت ڈرون حملوں کے ساتھ ساتھ دہشت گردی کے حوالے سے قومی اتفاق رائے پیدا کرنے کے لئے اپنی کوششوں کو جلد بار آور کرے۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان امریکہ کی جانب سے ڈرون حملوں کے مسلسل عمل کو بنیادی انسانی حقوق اور پاکستان کی آزادی، خود مختاری اور سالمیت کے خلاف قرار دیتا ہے اور اس کی شدید مذمت کرتا ہے۔اس ایوان کی رائے ہے کہ ڈرون حملے مبہم اطلاعات اور اندازوں کی بنیاد پر کئے جا رہے ہیں جو کہ بین الاقوامی قوانین کی خلاف ورزی ہے۔

یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کا مطالبہ کرتا ہے کہ وہ امریکی حکومت کو باور کرائے کہ یہ حملے کسی صورت بھی قابل قبول نہیں۔امریکہ اور پاکستان کے تعلقات میں اس باب کو بند کر کے عزت اور برابری کی بنیاد پر نئے دور کا راستہ اختیار کیا جانا چاہئے۔

یہ ایوان وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف کے دو ٹوک مؤقف کی بھرپور تائید کرتا ہے اور اس سلسلے میں وفاقی حکومت کی سفارتی کوششوں کی حمایت کرتا ہے۔اس معزز ایوان کی رائے ہے کہ وفاقی حکومت ڈرون حملوں کے ساتھ ساتھ

دہشت گردی کے حوالے سے قومی اتفاق رائے پیدا کرنے کے لئے اپنی کوششوں کو جلد بارآور کرے۔"

اس قرارداد کی مخالفت نہیں کی گئی۔یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان امریکہ کی جانب سے ڈرون حملوں کے مسلسل عمل کو بنیادی انسانی حقوق اور پاکستان کی آزادی، خود مختاری اور سالمیت کے خلاف قرار دیتا ہے اور اس کی شدید مذمت کرتا ہے۔اس ایوان کی رائے ہے کہ ڈرون حملے مبہم اطلاعات اور اندازوں کی بنیاد پر کئے جا رہے ہیں جو کہ بین الاقوامی قوانین کی خلاف ورزی ہے۔

یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کا مطالبہ کرتا ہے کہ وہ امریکی حکومت کو باور کرائے کہ یہ حملے کسی صورت بھی قابل قبول نہیں۔امریکہ اور پاکستان کے تعلقات میں اس باب کو بند کر کے عزت اور برابری کی بنیاد پر نئے دور کا راستہ اختیار کیا جانا چاہئے۔

یہ ایوان وزیراعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف کے دوٹوک مؤقف کی بھرپور تائید کرتا ہے اور اس سلسلے میں وفاقی حکومت کی سفارتی کوششوں کی حمایت کرتا ہے۔اس معزز ایوان کی رائے ہے کہ وفاقی حکومت ڈرون حملوں کے ساتھ ساتھ دہشت گردی کے حوالے سے قومی اتفاق رائے پیدا کرنے کے لئے اپنی کوششوں کو جلد بارآور کرے۔"

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے نعرہ ہائے تحسین)

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

ڈاکٹر سید وسیم اختر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، سید وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اس طرح کی بے شمار قراردادیں قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں میں پاس ہوتی رہی ہیں اور امریکہ کے کان پر کوئی جوں نہیں رینگتی۔ میں نے کمیٹی کی میٹنگ میں بھی یہ propose کیا تھا اس کے اندر یہ اضافہ کریں کہ وفاقی حکومت Armed Forces کو حکم جاری کرے کہ وہ ڈرون طیاروں کو گرادیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: جی، یہ کام میں نے اور آپ نے نہیں کرنا، وفاقی حکومت کا یہ کام ہے اور وہی اس معاملے کو دیکھے گی۔ یہ کام کرنے کے لئے جو مناسب وقت ہوگا اُس وقت وہ کریں گے۔ آپ کی بڑی مہربانی۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ہے۔ پہلی تحریک التوائے کار نمبر 449 محترمہ کنول نعمان صاحبہ کی ہے۔۔۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! محترمہ کنول نعمان کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں ہے تو وہ کہہ رہی تھیں کہ میری تحریک کو Monday تک کے لئے pending کروادیں۔

جناب سپیکر: محترمہ کنول نعمان کی تحریک کو Monday تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 438۔ جناب منان خان صاحب کی ہے۔ جی، منان خان صاحب!

تحصیل شکر گڑھ واقع نور کوٹ قلعہ احمد آباد سے گزرنے والے نالہ کے خستہ حال پل کی ہنگامی بنیادوں پر مرمت کا مطالبہ

جناب منان خان: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ڈسٹرکٹ نارووال کی تحصیل شکر گڑھ میں نالہ بسنتر واقع نور کوٹ، قلعہ احمد آباد روڈ پر ہے۔ اس کے اوپر واقع پُل جو 30 سال سے پہلے تعمیر ہوا تھا اس کا ایک pillar انتہائی خستہ حال ہو چکا ہے اور اس کی وجہ سے مذکورہ پُل کسی بھی وقت کسی حادثے کا باعث بن سکتا ہے کیونکہ اس پُل پر سے ہر قسم کی ٹریفک گزرتی ہے۔ متذکرہ صورتحال سے میرے حلقہ کے عوام میں بے حد تشویش پائی جاتی ہے۔ انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ مذکورہ پُل ہنگامی بنیادوں پر مرمت کروایا جائے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! یہ تحریک آج پڑھی گئی ہے اس کو next week تک pending کر دیں ہم اس کا جواب منگوا لیتے ہیں۔

سرکاری کارروائی

بحث

پنجاب پنشن فنڈ برائے سال 10-2009 کی رپورٹ پر عام بحث

جناب سپیکر: یہ تحریک next week تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔آج کے ایجنڈا پر پنجاب پنشن فنڈ برائے سال 10-2009 کی رپورٹ پر عام بحث ہے۔اس پر بحث کا آغاز متعلقہ وزیر کر چکے ہیں تاہم دیگر ممبران جو اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے نام مجھے بھجوادیں۔ میرے پاس اب تک صرف دو نام آئے ہیں۔ایک ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب اور دوسرا میاں محمد رفیق صاحب کا نام ہے تو میں ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب سے کہوں گا کہ وہ اپنی بحث کا آغاز کریں۔آج جمعۃ المبارک بھی ہے تو 12:30 بجے آدھ گھنٹہ ٹائم بڑھایا جائے گا۔

میاں محمد اسلم اقبال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، میاں محمد اسلم اقبال صاحب!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں صرف اتنی سی بات کرنا چاہتا ہوں کہ پچھلی اسمبلی کے پچھلے وزیر صاحب نے پنجاب پنشن فنڈ کی اس رپورٹ کو پیش کیا تھا اور اب موجودہ اسمبلی اس کو take up کر رہی ہے۔

جناب سپیکر: چلیں جی، آپ جو کچھ کہنا چاہیں، کہیں۔ جو غیر اخلاقی اور غیر قانونی بات ہوگی اُس پر میں آپ کو ٹوکوں گا باقی آپ کی مرضی ہے آپ جو چاہیں وہ بات کریں۔جی، شاہ صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! مجھے اس حوالے سے پہلی بات تو یہی پیش کرنی ہے کہ تین سال کے بعد یہ رپورٹ اسمبلی کے اندر زیر بحث لائی جا رہی ہے۔اس میں طریق کار تو یہ ہونا چاہئے کہ جب fiscal year ختم ہوا ہے تو رپورٹ next fiscal year میں پیش ہو جائے یا زیادہ سے زیادہ اُس سے اگلے fiscal year میں یہ رپورٹ تفصیل کے ساتھ آجائے تو بات کرنے کے لئے زیادہ آسانی بھی ہوتی ہے اور بات زیادہ relevant بھی بنتی ہے۔ اب تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ 10-2009 کی رپورٹ کو یہاں پر زیر بحث لائیں گے ایک اسمبلی ختم ہو گئی اور نئی اسمبلی وجود میں آ گئی ہے یہ تو "گونگلوؤں سے مٹی جھاڑنے" والی بات ہے۔

جناب سپیکر!میں نے اس رپورٹ کو دیکھنے کی جو کوشش کی ہے میں اس میں ایک تو یہ lacuna سمجھتا ہوں کہ اس میں تو یہ تفصیل ہے کہ فنڈ کتنا آیا، کہاں سے آیا اور اُس کے بعد اس میں کتنا اضافہ ہوا؟ اُس کے بعد انہوں نے اس پر بڑا فخر کیا ہے کہ ہم نے ایک سال کے اندر اندر پنجاب پنشن فنڈ کی savings کو double کر دیا ہے۔ اس میں انہوں نے بڑی تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ سٹیٹ بنک آف پاکستان نے سود کی شرح مقرر کی ہے، فلاں جگہ پر investment کرنے کے اندر یہ خطرات ہیں ہم نے ان مدات کے اندر اس لئے investment کی ہے کہ اس میں خطرات کم ہیں تو انہوں نے اس کے اندر اسی طرح کی تفصیل دینے کی کوشش کی ہے۔

جناب سپیکر! انہوں نے کہا ہے کہ ہم نے Term Deposit Receipts, Pakistan Investment Bonds, Term Finance Certificates and Market Treasury Bills کے اندر investments کی ہیں یعنی سارے کے سارے پیسے اس طرح کی چیزوں کے اندر ڈال کر اُس کے اوپر جو سود وصول کیا ہے اُس پر محکمے نے بڑے فخر سے یہ بات کی ہے کہ ہم نے اس کے ذریعے سے اس کے اندر بڑا اضافہ کر لیا ہے۔ اس کے بعد اس ادارے کو چلانے کے maintenance expenses مثال کے طور پر کوئی گاڑی ہے، کوئی فرنیچر ہے اس طرح کی ساری چیزیں انہوں نے اس رپورٹ میں لکھ دی ہیں۔ اُس کے بعد انہوں نے اس کے اندر ایک آڈٹ رپورٹ بھی شامل کر دی ہے اور کہا ہے کہ ہم نے KPMG Taseer Hadi & Co. جو Chartered Accountants کی ایک فرم ہے۔ اُس سے آڈٹ کروایا ہے اور اس میں آڈیٹر نے لکھا ہے کہ جو کچھ انہوں نے ہمیں حسابات پیش کئے ہیں اس کے مطابق ہماری یہ findings ہیں۔ اس طرح ان کے ذریعے سے شاباش وصول کر کے یہ رپورٹ مرتب کرنے کے بعد اسمبلی میں پیش کر دی گئی ہے تاکہ ایوان بھی اس پر ان کو شاباش دے دے۔

جناب سپیکر: آپ شاباش دے دیں اس میں کیا مضائقہ ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اس طرح یہ چاہتے ہیں کہ ہم شاباش لے لیں کہ ہماری یہ کارکردگی ہے۔ مجھے یہ پوچھنا ہے کہ پنجاب پنشن فنڈ کس لئے ہے، کیا یہ اس لئے بنایا گیا ہے کہ اس میں پیسے ڈالتے رہو، اضافہ کرتے رہو، خوش ہوتے رہو کہ اتنا فنڈ ہو گیا ہے اور اتنا سود ہم نے شامل کر لیا ہے؟ آخر اس کی disbursement ہے، اس کا خرچہ ہے جو غریبوں پر خرچ ہونا ہے وہ کیسے کیسے خرچ ہوا ہے، کن مدات پر خرچ ہوا ہے اور اس کے لئے کیا طریق کار وضع کیا گیا ہے؟ اس پر تو اس رپورٹ کے اندر کوئی چیز

شامل نہیں ہے۔ اسی طرح انہوں نے Managerial Committee کا تذکرہ کیا ہے۔ اس کمیٹی میں وزیر خزانہ، چیف سیکرٹری، چیئرمین پی اینڈ ڈی، سیکرٹری خزانہ، سیکرٹری لاء، سیکرٹری سروسز، جنرل مینجر پنجاب پنشن فنڈ اور تین چار پانچ آدمیوں کے نام لکھ دیئے ہیں جو اس میں شامل ہیں۔ یہ کہاں سے اور کیسے آئے ہیں؟ ظاہر ہے کہ اس میں رولز کی تشریح تو موجود نہیں ہے لیکن میں اس حوالے سے تحفظات رکھتا ہوں کہ یہ رپورٹ تصویر کا صرف ایک رُخ پیش کر رہی ہے کہ اس میں حسابات کا تذکرہ ہے اور جو لوگ کام کر رہے ہیں ان کا salary package یہ ہے، repair پر یہ پیسا خرچ ہوا ہے، vehicle running expenses یہ ہیں، travelling, lodging, boarding کے یہ ہیں اور سٹیشنری و پرنٹنگ کے یہ اخراجات ہیں۔ اس طرح کی چیزیں اس میں دی ہوئی ہیں۔ مجھے تو یہ مطلوب ہے کہ جب آپ نے یہ سالانہ رپورٹ پیش کی ہے اور جو فنڈ اکٹھا ہوا ہے وہ غریبوں کے لئے ہے۔

جناب سپیکر: کیا میں نے پیش کیا ہے؟ یہ تو انہوں نے پیش کیا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں تصحیح کر دیتا ہوں کہ انہوں نے پیش کیا ہے لیکن اس میں یہ تو بتائیں کہ یہ پیسے انہوں نے کہاں خرچ کئے ہیں اور کیا پنجاب پنشن فنڈ کا ادارہ اس لئے ہے کہ یہ پیسے pile up کرتے رہیں اور اس میں سود شامل کرتے رہیں؟ میں آپ کے توسط سے پورے ایوان کے دائیں اور بائیں اطراف پر بیٹھے ممبران سے درخواست کروں گا کہ میں نے جو گزارشات پیش کی ہیں اگر آپ ان کو valid سمجھتے ہیں تو ہمیں اس رپورٹ کو reject کرنا چاہئے اور آپ کے توسط سے وزیر خزانہ کی خدمت میں یہ گزارش کریں کہ اس رپورٹ کو مکمل کیا جائے۔ اس کے علاوہ غریبوں کے لئے خرچ و اخراجات کا جو معاملہ ہے اسے بھی شامل کیا جائے تاکہ ہمیں معلوم ہو کہ جو پیسے اکٹھے ہوئے ہیں وہ رکھ لینے ہیں یا خرچ بھی کرنے ہیں یا یہ پیسے بنک میں پڑے رہیں اور چپکے سے reappropriation کر کے پیسا کہیں کا کہیں لگا لیا جائے۔ کیا یہ سارا معاملہ چکر بازی کے لئے رکھا ہوا ہے یا اس کے ذریعے سے کسی غریب غرباء کو فائدہ پہنچانا مطلوب ہے؟

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے وزیر موصوف کو یہ گزارش کروں گا کہ میں ذاتی طور پر اس رپورٹ کو مکمل طور پر reject کرتا ہوں اور جب تک اس کا دوسرا حصہ اس میں شامل نہیں کیا جائے گا تو اس وقت تک اس پر بحث کرنے کی کوئی بات ہی نہیں بنتی۔ یہ سارا معاملہ ایسا ہے جو محکمہ شاباش لینے کے لئے کر رہا ہے آگے پتا چلے گا کہ اصل بات کیا ہے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ میاں محمد رفیق صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آپ کا بے حد شکریہ۔ میں اس اعتراف کے ساتھ کہ سابقہ دور جو 2008 سے 2013 تک رہا ہے اس میں یہ annual report پیش کی گئی تھی پھر وقفہ ایسا آیا کہ وقفہ ہو گیا یعنی رات گئی بات گئی۔ اب اس وقت ہمارے ہاتھ میں یہ رپورٹ تھمائی گئی ہے میں یہ اعتراف کرتا ہوں کہ میں نے یہ رپورٹ نہیں پڑھی کہ اس میں کیا اچھا اور کیا بُرا ہے جو بھی ہے بہر حال ایک گزارش آپ کے توسط سے اس معزز ایوان میں پیش کروں گا۔ اس کے علاوہ میں مظلوم پنشنرز کی آواز حکمرانوں تک پہنچانا چاہتا ہوں جو نچلے اور درمیانے درجے کے ہیں جو عرصہ ملازمت پوری کرنے کے بعد یعنی 60 یا 65 سال کے ہونے کے بعد ریٹائر ہوتے ہیں۔ اس کے بعد جب وہ پنشن کی منظوری کے مراحل میں داخل ہوتے ہیں تو ان کو کم از کم دو، تین سال پنشن کی منظوری کے لئے لگتے ہیں۔ وہ اپنی پنشن کی مسل کو ایک ٹیبل سے جب دوسری ٹیبل تک لے جاتے ہیں تو ہر جگہ ان کو اپنی پنشن میں سے کچھ فیصد حصہ پہیہ لگانے پر لگانا پڑتا ہے تو وہ مسل آگے چلتی ہے۔ ان کی پنشن جب منظور ہوتی ہے تو آدھی پنشن اس کی ختم ہو چکی ہوتی ہے۔ آپ سے میری ان مظلوم خصوصاً نچلے اور درمیانے درجے کے ملازمین کے لئے درخواست ہے کہ جو ریٹائر ہونے کے بعد پنشن کی منظوری کے مراحل میں داخل ہوتے ہیں کسی طرح سے ان کے لئے آسانیاں پیدا کی جائیں یا جو ملازمین فوت ہو جاتے ہیں تو ان کے بیوگان کے لئے بے پناہ مجبوریاں اور مشکلات سامنے آتی ہیں وہ دربدر پھرتی ہیں۔ اس طرح لوگ رُل جاتے ہیں اور ان کی پنشن منظور نہیں ہوتی۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ ان کے لئے کسی طرح سے یہ آسانیاں پیدا کر دی جائیں اور اس process کو آسان بنا دیا جائے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: آپ کا بھی شکریہ۔ جی، مراد راس صاحب

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میرے دو بھائی پہلے کہہ چکے ہیں کہ یہ رپورٹ 2010 کی ہے جس پر آج ہم بحث کر رہے ہیں۔ اب ہم ممبرز بھی different ہیں اور اس رپورٹ کا idea بھی بہت کم لوگوں کو ہے۔ ہمیں یہ ایک financial statement پکڑا دی گئی ہے۔ میرے خیال میں اگر آپ کا major finance نہ ہو تو آپ کو سمجھ نہیں آئے گی کہ اس report میں کیا لکھا ہوا ہے۔ میری ابھی یہاں بیٹھے ہوئے investment account کی income statement پر نظر پڑی تھی جس میں -/25,567,552 روپے funds operational expenses دیئے ہوئے ہیں۔ میں اس

میں تلاش کرتا رہا ہوں کہ 25 ملین روپے سے زائد کے expenses جو funds کو operate کرنے کے لئے لگائے جا رہے ہیں ان کا break down کہیں بھی نہیں دیا گیا اگر دیا گیا ہے تو مجھے بتادیں۔ کیا صرف 25 ملین ان funds کو operate کرنے کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے تو یہ کیوں لگایا جا رہا ہے؟ یہ بہت بڑی amount ہے جو pension funds کو operate کرنے کے لئے لگائی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد آگے credit risk کی بات کی گئی ہے، اس میں 12 بلین کا کل fund ہے جس میں سے 3 بلین credit risk کا لکھا ہوا ہے جو total amount کا almost 25 percent بنتا ہے۔ اس سے اگلے صفحہ پر لکھا ہے کہ کمرشل بنکوں میں 3 بلین روپے پڑے ہوئے ہیں اور miscellaneous میں 172 ملین روپے پڑے ہوئے ہیں۔ Miscellaneous میں جو 172 ملین روپے ہیں یہ کوئی ایک سو، ایک ہزار یا ایک لاکھ روپے کی رقم نہیں ہے بلکہ 172 ملین روپے کی بڑی رقم رکھی گئی ہے جو pension fund کی رقم miscellaneous میں رکھی گئی ہے I think it needs to be looked into یہ 172 ملین روپے کہیں اور بھی رکھے جا سکتے ہیں یا نہیں کیونکہ یہ ایک بہت بڑی رقم ہے۔

جناب سپیکر! اس سے پہلے میں نے آپ کو 25 ملین روپے کی amount کے بارے میں بتایا تھا۔ اگر اس amount کو expense account کے اندر دیکھا جائے تو یہاں پر funds receipt for operating expenses ہیں کیونکہ وہ operating expenses کے طور پر استعمال کئے گئے تھے۔ اس کے اندر بھی آگے جائیں تو پھر 16.5 ملین روپے کے expenses add کر دیئے جاتے ہیں۔ یہ جو 16.5 ملین روپے کے expenses add کئے گئے ہیں اگر ہم ان کی details میں جائیں، یہاں صفحہ نمبر پھر نہیں دیا گیا لیکن یہ Note No.7 میں ہے۔ اگر آپ اس میں دیکھیں تو 16.5 ملین روپوں میں سے salaries کا سب سے بڑا expense ہے یعنی 16 ملین میں سے 12.7 ملین صرف salaries کا ہے۔ میرے خیال میں اگر پنشن فنڈ کو چلانے کے لئے اتنی salaries چاہئیں تو پھر we need to look into the matter again کہ ان میں کمی کیسے کی جا سکتی ہے کیونکہ 16 ملین کا total expense جو یہاں لکھا ہوا ہے اس میں 12 ملین روپے سے زیادہ کی salaries ہیں۔ اس کے علاوہ ساڑھے چار لاکھ روپے کے expenses صرف vehicle running میں رکھے گئے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: میرے پاس تو یہ page marking والی رپورٹ ہے۔ کیا آپ کے پاس page markingوالی رپورٹ نہیں ہے؟

ڈاکٹر مراد راس: نہیں۔یہاںpage numbersنہیں ہیں۔

معزز ممبران: رپورٹ پرpage numbersلگے ہوئے ہیں لیکن بہتdimہیں۔

ڈاکٹر مراد راس: میرے خیال میں اوپر سے کچھpage numbersکٹے ہوئے ہیں اور کئی لکھے ہوئے نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: کہہ رہے ہیں کہpage numbersلگے ہوئے ہیں۔

ڈاکٹر مراد راس: پھر وہdifferentکاپی ہوگی۔

جناب سپیکر: آپ وہ کاپی لے لیں۔ صفحہ نمبر کا بھی پتا چل جائے تو بہتر ہوتا ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میرے صرف ایک دو points ہیں جو میں ابھی بتا دیتا ہوں۔ اس رپورٹ میںvehicle running expenseدیا ہوا ہے جو469,912روپوں کا ہے۔ پنشن فنڈ کےoperating expensesکے اندر اتنا زیادہvehicle expenseڈالنے کی کیا ضرورت تھی؟ اس کے علاوہoperating expensesمیںtravelling, lodging and boardingکے لئے تقریباً چار لاکھ روپیہ رکھا گیا ہے۔

What is the point in all this because these are operating expenses of the pension fund. This is not a different company

کہ اس کے اندر ہم travelling, lodging, boarding اور vehicle expenses بھی رکھیں۔ ہمیں ایک رپورٹ پکڑائی گئی ہے جس میں تین چارmajor pointsہیں جیسے رپورٹ کے صفحہ 12 میں دیکھیں توexpensesکےcolumnمیںfunds operating expensesمیں 25ملین روپے کی figure درج ہے اس کی detail کا پتا چل جائے تو then we will be gratefulکیونکہ اس میں یہ بھیclearنہیں کہ 25ملین کس چیز کاexpenseہے؟اس کے علاوہ یہ پتا چل جائے کہ 147,195روپے کےexpenses جوmiscellaneousکے اندر ہیں یہ کہاں پر ہیں اور کس چیز پر invest کئے ہوئے ہیں کیونکہ it's a very large amountکوئی چھوٹی amount نہیں ہے۔ اس کے علاوہ آخر پر میں یہی عرض کروں گا کہ تقریباً16ملین روپے کے

operating expenses جن میں salaries کے expenses جو 12 ملین سے زیادہ کے ہیں اسی طرح vehicle, boarding, lodging and travelling کے expenses بھی ہیں وہ بھی دیکھے جائیں۔بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں نے تھوڑی سی توجہ دلانی ہے کہ یہ بات میں نے پہلے بھی ایوان کے سامنے رکھی تھی جس پر آپ نے یہ حکم بھی جاری فرمایا تھا کہ محکمے in time سوالات کے جوابات اسمبلی سیکرٹریٹ کو دیں تاکہ اسمبلی سیکرٹریٹ اس قابل ہو سکے کہ جس دن سوالات ایوان کے اندر پیش ہونے ہیں اُس سے ایک دن پہلے وہ سوالات ممبران کو provide ہو جائیں تاکہ وہ اپنے سوالات پر ضمنی سوال کرنے کے لئے تیاری کر لیں۔

جناب سپیکر: آپ کی مہربانی۔ میں اس پر پہلے ہی آرڈر کر چکا ہوں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! آپ اس پر کوئی سخت حکم جاری کریں۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔ ملک محمد احمد خان صاحب!

ملک محمد احمد خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ اسی رپورٹ کے صفحہ نمبر 5 پر مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ جو رپورٹ پیش کی گئی ہے وہ 2010-11 outlook for the year سے متعلق ہے۔ Meaning by the report we are looking at supposed to be presented in this House in year 2009-10 جس کے بعد اس پر discussion ہونا چاہئے تھی۔ 2010-11 کا outlook ہمیشہ future کے لئے دیا جاتا ہے جبکہ previous and past activities کا outlook نہیں ہوتا۔ اب اگر یہ رپورٹ پیش ہونی تھی تو at least اس صفحہ کو اس میں سے نکال لیتے کیونکہ اس سے ایک مذاق کی صورت اس ایوان کے ساتھ بنے گی۔ یہ رپورٹ ایک public document ہے جبکہ وہ اپنے پچھلے گزرے ہوئے سالوں کی اپنی کارکردگی کے لئے outlook کی رپورٹ پیش کر رہے ہیں۔ اس حوالے سے concerned Minister ضرور دیکھیں اور فنانس ڈیپارٹمنٹ کی اس غلطی کو بھی ضرور check کر لیں۔

جناب سپیکر! یہ Provincial Finance Fund کیا چیز ہے اس حوالے سے میں بتاتا ہوں کہ تمام سرکاری ملازمین چاہے وہ درجہ چہارم یا گریڈ 21 کی تنخواہ لیتے ہوں ہر سرکاری ملازم کی

ماہوار تنخواہ میں سے ایک خاص رقم throughout service career کاٹی جاتی ہے جسے اس Consolidated Fund کو گورنمنٹ نے manage کرنا ہوتا ہے۔ گورنمنٹ کے اس کی management میں اچھے indicators بھی ہیں اسی طرح پچھلی گورنمنٹ کا بہت اچھا indicator ہے۔ میں کوئی Finance Manager تو نہیں ہوں جیسے ڈاکٹر مراد راس نے کہا کہ اس کے لئے accounts expert ہونا ضروری ہے لیکن ایک basic outlook سے ہم اندازہ کر سکتے ہیں۔ ان کا یہ بڑا اچھا قدم تھا جو 09-2008 میں نہیں تھا بلکہ corporate bond/TFCs کی طرف ایک tilt تھا بے شک وہ 1.5 percent کی ایک چھوٹی figure تھی لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ یہ اُن کا شاید learning curve ہو گا یا سیکھنے کے process میں ہوں گے مگر یہ قطعاً نہیں کہا جا رہا کہ یہ equity based investments کریں۔ جب اتنے بڑے حجم کی ایک رقم حکومت پنجاب کے پاس ہے جس کے ساتھ انہوں نے welfare take care کرنی ہے اور یہ welfare take care انہوں نے ضعیف پنشنرز یا بیواؤں کی کرنی ہے۔ حکومت پنجاب کی as a welfare state سب سے بڑی responsibility اس ایوان کے سامنے بھی accountable ہو گی۔ اقتدار کا ہما جب سَر پر رہتا ہے تو اس کا جواب اللہ تعالیٰ کی عدالت میں بھی اسی طرح ہی دینا پڑے گا اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ وہ responsibility ہے جو welfare state کا concept پورا کرے گی۔ اس رپورٹ کے حوالے سے ٹھیک ہے کچھ gap آیا ہو گا یا ایپلیکشن کا process ہو گا لیکن یہ رپورٹ 13-2012, 11-2010 یا پچھلے ایک سال کی lack کے ساتھ نہیں آ رہی بلکہ یہ پچھلے تین سال کا deficit پورا کرنے آ رہی ہے اور یہ 10-2009 کی رپورٹ ہے۔ اب ہمیں جو دقّت ہوتی ہے یا تکلیف اٹھانی پڑتی ہے اس حوالے سے فنانس منسٹر اس point کو kindly ذرا note فرمالیں اور آپ کی وساطت سے میں یہ request کروں گا کہ دنیا کے اندر پنشن فنڈ کو manage کرنے کے لئے competitive policies اپنائی جاتی ہیں۔ باہر corporate industry جو کر رہی ہے آپ بے شک equity base پر نہ جائیں کہ کہیں یہ شور نہ مچ جائے کہ equity کے اندر یہ سٹہ کھیل رہے ہیں لیکن کم از کم اس کو competitive ان ratios پر لے کر جائیں جس طرح باہر corporate market کر رہی ہے۔ میری منسٹر صاحب سے استدعا ہو گی اور ساتھ ہی اسمبلی سیکرٹریٹ کی طرف بھی آپ کی توجہ میں مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ پنجاب پنشن فنڈ کی رپورٹ جس دن lay کی جائے تو رپورٹ lay کرنے کے ساتھ ہی expect کرنا کہ کوئی بھی شخص اس کی in detail general discussion میں حصہ لے لے گا تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ویسے ہی زیادتی

ہے۔ رپورٹ پیش کئے جانے کے کم از کم ایک یا دو دن بعد اس پر general discussion کے لئے ایجنڈے پر رکھا جانا چاہئے تھا تاکہ ہم سب دیکھ لیتے کہ اس کے اندر کیا ہے اور سال 2010 جو گزر گیا اس میں کیا تھا تاکہ آنے والے سالوں میں کوئی اصلاح ہو سکے کیونکہ یہ اُن ضعیفوں، بیواؤں اور ناتواں لوگوں کا پیسا ہے جو اب اپنے طور پر کچھ کما نہیں سکتے اور ان کی تمام کفالت کی ذمہ داری حکومت پر ہے لہذا kindly in future it should be taken care of اور کم از کم ایوان کے اندر رپورٹ lay کرتے ہوئے اگلے سالوں کی پالیسیاں جو پیچھے گزر چکی ہیں ان کو یہاں پر نہ رکھیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، محترمہ شُنیلا رُوت صاحبہ!

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! میں آپ کی شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔ میں سب سے پہلے یہ کہنا چاہوں گی کہ جس رپورٹ پر آج ہمیں بحث کرنے کے لئے کہا گیا ہے یہ 2010 کی ہے۔ میں یہ چاہوں گی کہ فنانس ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے ہر سال رپورٹ دی جائے۔ یہ بہت ہی ناانصافی ہے کہ تین چار سال بعد یہ رپورٹ ہمارے سامنے آئی ہے کیونکہ یہاں پر بہت سے ممبران اسمبلی نئے ہیں اور اُن کو پتا ہی نہیں کہ پچھلے سالوں میں کیا ہوا تھا؟ ہم بھی بہت سے اداروں کو Head کرتے ہیں بلکہ ہمیں تو یہ حکم ہوتا ہے کہ ہر سال آڈٹ ہونا چاہئے اور ہر سال رپورٹ آنی چاہئے۔ اسمبلی بھی ایک ایسا ہی ادارہ ہے جو اتنا بڑا ہے جن کے لوگوں کی تنخواہیں ہی 12 لاکھ روپے کے قریب ہیں تو میں آپ کی وساطت سے فنانس منسٹر صاحب اور سیکرٹری صاحب سے یہ گزارش کرنا چاہوں گی کہ ہر سال رپورٹ آنی چاہئے۔

جناب سپیکر: آپ کی request صرف متعلقہ وزیر صاحب سے ہو سکتی ہے اور آپ اس سے آگے نہ بڑھیں۔ اس سے آگے آپ کی request نہیں ہو گی۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ یہ اتنا بڑا محکمہ ہے جس میں حکومت کے تمام ملازمین اس کا حصہ اور اس کے contributories ہیں لیکن اس کے اخراجات بہت ہی زیادہ ہیں اور غالباً انہی کے پیسوں میں سے یہ اخراجات کئے جاتے ہیں اس لئے میں یہ سمجھتی ہوں کہ یہ بھی ان لوگوں کے لئے بڑی ناانصافی ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جناب وحید گل صاحب!

جناب محمد وحید گل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ بڑا اہم issue ہے جس پر بحث ہو رہی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کے پاس رپورٹ ہے؟

جناب محمد وحید گل: جی، ابھی آئی ہے۔

جناب سپیکر: آپ نے پڑھی ہے؟

جناب محمد وحید گل: ابھی میں پڑھ نہیں سکا اور اسی لئے اس پر مکمل بحث تو نہیں کر سکتا لیکن چند تجاویز ضرور دینا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: ایسی تجاویز دیں جو رپورٹ کے متعلق ہوں، رپورٹ کے متعلق ہی بات کریں اور ادھر اُدھر کی بات میں نہیں سنوں گا۔

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! ادھر اُدھر کی باتیں نہیں کروں گا۔ سب سے اہم issue یہ ہے کہ جس طرح سے پنشنرز بنکوں کے اندر جا کر لمبی لمبی لائنوں میں لگتے ہیں اور انہیں خواری ہوتی ہے تو اگر یہی پنشن چیک کی صورت میں ان کے گھر بھجوا دی جائے اور ان کے گھر کے قریب بنک میں اسے یہ استحقاق حاصل ہو کہ وہیں سے وہ اپنی پنشن لے لیں تو یہ زیادہ بہتر ہے۔

جناب سپیکر! اس حوالے سے میری ایک اور تجویز یہ بھی ہے کہ اگر ان پنشنرز کو ریٹائر ہونے پر جمع ہونے والی گریجویٹی کی رقم کو حکومت پنجاب double کر کے یک مشت ادائیگی کر دے تو میرا خیال ہے کہ یہ ان کے لئے بہت بہتر ہو گا۔ شکریہ

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: وقت ختم ہو رہا ہے اور منسٹر صاحب نے بھی بات کرنی ہے۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! یہ رپورٹ جو ہے اور پنشنرز کے بارے میں غریب اور بوڑھے لوگ۔۔۔

جناب سپیکر: جناب نے اس پر تقریر کرنے کے لئے اپنا نام دینے کی زحمت تو گوارا نہیں کی۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! یہ رپورٹ ایوان میں circulate ہی نہیں کی گئی۔

جناب سپیکر: یہ circulate ہو چکی ہے اور آج یہ دوسری دفعہ پھر پیش ہوئی ہے۔ آپ نہ پڑھیں تو میں کیا کر سکتا ہوں اور 2012 میں بھی یہ رپورٹ پیش ہوئی تھی۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! آج اسے circulate کر دیں تاکہ ۔۔۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ بڑی مہربانی آپ کی۔ جی، منسٹر صاحب! Wind up کریں۔

وزیر خزانہ /آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): شکریہ۔ جناب سپیکر! اس حوالے سے معزز ممبران نے بہت اچھی باتیں کی ہیں جو کہ خوش آئند چیز ہے اور بحث میں حصہ لیتے ہوئے اپنا اپنا point of view دیا۔ سب سے پہلے معزز ممبران کی اکثریت کا پنشن فنڈ کے حوالے سے خیال ہے کہ شاید یہ جو رقم یا پیسا اکٹھا کیا جا رہا ہے وہ ہم نے لوگوں کی تنخواہوں سے کٹوتی کر کے کیا ہے۔ ایوان میں بیٹھے ہوئے معزز ممبران کو میں یہ بتانا چاہوں گا کہ پنشن کا جو ابھی process ہے اور جو پنشن کی payments ہوتی ہیں تو وہ اسی طریقے سے جو کہ ابھی process چل رہا ہے وہ اسی حوالے سے اسی طرح سے چل رہا ہے۔ پنجاب پنشن فنڈ حکومت پنجاب نے 3۔ارب روپے سے 2007 میں قائم کیا اور اس میں کسی سرکاری ملازم کی تنخواہ سے کٹوتی یا ان کا کوئی پیسا اکٹھا نہیں کیا جاتا بلکہ حکومت پنجاب ہر سال یا ہر دو سال بعد اس میں کچھ نہ کچھ پیسے pool in کرتی ہے اور ہم یہ ایک فنڈ create کر رہے ہیں جس سے آنے والے دور میں پنشنرز کے expenses کو بہتر طور پر manage کر سکیں۔ 2008 میں جب ہماری حکومت آئی تو اس وقت یہ 3۔ارب روپے تھا لیکن حکومت پنجاب نے investments کیں اور pool in کر کے اسے بڑھایا ہے اور اس وقت ہمارے پاس 18.8۔ارب روپے ہے۔ چونکہ پنشن کا Head ہماری پنجاب حکومت کا بہت بڑا Head ہے تو ہم اسے further جیسا کہ اس میں explain کیا گیا ہے کہ اس میں investments کر کے، اس میں ہماری long term investments بھی ہیں اور اس میں ہماری short term investments بھی ہیں تو ہم اس میں invest کر کے ابھی اس میں اضافہ کرتے جا رہے ہیں اور اس وقت حکومت پنجاب کا پنشن کا expense ستّر ارب روپے سے زیادہ ہے۔ حکومت پنجاب کی طرف سے ہر سال اس میں جب پیسے pool in ہوتے جائیں گے تو ہم اسے اتنا بڑا کر دیں گے کہ آنے والے دور میں پنشن فنڈ کو بہتر طور پر manage کر لیں۔

جناب سپیکر! یہاں پر کچھ معزز ممبران نے پنشن لیتے ہوئے دشواری کی بات کی ہے تو میں انہیں یہ بتانا چاہوں گا کہ یکم جنوری 2013 سے حکومت پنجاب کے ریٹائر ہونے والے سرکاری ملازمین کے لئے پنشن کے طریق کار کو بہت آسان کر دیا گیا ہے اور کسی بھی بنک جہاں ان کا اکاؤنٹ ہو وہاں ان کی پنشن ان کے اکاؤنٹ میں directly transfer ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ ہم نے ATM اور Debit Card کی سہولت بھی پنشنرز کے لئے دے دی ہے۔ پہلے پنشن صرف نیشنل بنک سے ملتی تھی لیکن اب

تمام شیڈول بنکوں جہاں جہاں ان کے اکاؤنٹ ہیں، وہاں پر پنشن کو transfer کیا جاتا ہے۔ میری طرف سے یہی مختصر گزارشات تھیں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ کا بہت شکریہ۔ آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے اور اب اجلاس بروز سوموار 26۔اگست 2013 کی سہ پہر تین بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔